ہمیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟

www.KitaboSunnat.com

تفضیل احمد ضیغم

دار الخلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

اہلِ بیت کی محبت میں احادیث کے جھلملاتے چراغ

ہمیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟

تالیف

تفضیل احمد ضیغم

دار الخلد - لاھور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت اول: جنوری ۲۰۰۶ء
طابع: موٹروے پریس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- انتساب ۷
- حرفِ ہم نوا ۸
- گلہائے عقیدت ۱۲
- محبت کیا ہے؟ ۱۴
- اہل بیت سے بغض رکھنے والا دوزخی ہے ۱۷
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سے نسبت قیامت والے دن بھی ختم نہ ہوگی ۱۸
- نبی کی بیویاں ۱۸
- ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لئے اہل بیت کا لفظ ۲۰
- سیدنا علی وفاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ۲۱
- جن پر صدقہ حرام ہے ۲۳
- خانوادۂ حسین احادیث کی روشنی میں ۲۴
- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی منافق کی علامت ہے ۲۵
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں ۲۶
- علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں ۲۷
- جس کا میں دوست ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ دوست ۲۸
- مردوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ۲۸
- تبوک میں علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا ۲۹
- محبت کا یہ بھی انداز ۲۹
- علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں ۳۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ام حسنین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ۳۲
- جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی ۳۳
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کی سزا ۳۴
- دنیا اور آخرت میں لعنت ۳۴
- دردناک عذاب کی وعید ۳۴
- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں ۳۵
- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا انداز ۳۸
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت ۳۹
- ☆ ام فاطمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ۴۰
- خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ۴۱
- ایک ایک ادا یاد تھی ۴۲
- خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ اور جرائیل امین کا سلام ۴۲
- امت کی بہترین عورت ۴۳
- ☆ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ۴۴
- اے اللہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھ ۴۴
- اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے اہل بیت سے محبت کرنا پڑے گی ۴۶
- وہ القاب جو زبان نبوت سے ادا ہوئے ۴۶
- حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے دو پھول ہیں ۴۷
- نواسوں میں ایک نواسہ ۴۷
- جنتی مردوں کے سردار ۴۷
- میرا یہ بیٹا سردار ہے ۴۸
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین کی خاطر منبر سے نیچے اتر آنا ۴۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ حسنین رضی اللہ عنہما کی خاطر آپ نے سجدہ لمبا کر دیا ۵۲

❀ میرا ماں باپ تجھ پر قربان ہو ۵۴

❀ دنیا میں جنت کی بشارت ۵۸

❀ زبان چوسنے کا شرف ۵۹

❀ حسین رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں ۶۲

❀ ایک مُد جو کا مقام ۶۲

❀ صحابہ کو گالی دینا باعث لعنت ہے ۶۳

❀ احادیث بیان کرنے کا شرف ۶۴

❀ صحیح ترین سند ۶۵

❀ پہلی حدیث ۶۶

❀ دوسری حدیث ۶۶

❀ جنہیں رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ چومتے رہے ۶۹

❀ نبی ﷺ کے بوسے کی اہمیت ۷۰

❀ اعزازات ۷۱

❀ نبی ﷺ کی جانب سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ۷۲

❀ چادرِ مصطفیٰ ﷺ کے سائے میں ۷۳

❀ صحابہ اور محبت اہل بیت ۷۵

❀ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت ۷۵

❀ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت ۷۵

❀ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی نظر میں ۷۶

❀ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ۷۷

❀ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خبر عالم بیداری میں ۷۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ابو عبداللہ فرات کے کنارے صبر کرنا ٧٨
- میری امت کی ہلاکت چند بے وقوف جوانوں سے ٨٠
- میدانِ کربلا میں ٨٢
- مولانا داؤد غزنوی کی تحریر ٨٣
- قتل حسین رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی ٨٥
- حسین رضی اللہ عنہ کا سر عبیداللہ بن زیاد لعین کے سامنے ٨٧
- عبیداللہ بن زیاد کا انجام ٨٩
- محبت اہل بیت میں ڈوبی ہوئی ایک تحریر ٩١
- سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کی تحریر ٩١

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنی والدہ محترمہ

کے نام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ ہم نوا

محترم محمد سلیم جباری صاحب (نائب ایڈیٹر، ماہنامہ علم وآگہی، فیصل آباد)

تاریخ کا مسافر ایسے ویرانے میں پہنچ کر حیران کھڑا ہے کہ جہاں ہر سو انسانوں کے کٹے ہوئے لاشے اور خون بکھرا پڑا ہے۔ لاشے نوجوانوں کے بھی ہیں اور معصوم بچوں کے بھی بلکہ ایک طرف تو شیر خوار بچے کے حلق میں تیر اٹکا ہوا ہے۔ بھلا اس نے کیا جرم کیا ہوگا، دوسری طرف ایک سر ہے کہ نیزے پر اٹکا کر فضا میں لہرا دیا گیا ہے۔ قریب چند خیمے ہیں جنہیں آگ لگائی جا چکی ہے۔ اب ان خیموں سے آہوں اور سسکیوں کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا۔ ان خیموں میں وہ پاکباز عورتیں ہیں جن کے چہروں کو کبھی آسمان نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔

وطن سے دور صحرا میں ان عورتوں کا واحد سہارا چند سال کا ایک بچہ ہے اور وہ بھی بیمار۔ جہاں اس معصوم بچے کے کمزور و ناتواں کندھوں پر ان عورتوں کی نگرانی اور کفالت کا بوجھ ہے وہاں اس کی وراثت فقط بے گور و کفن لاشیں ہیں جنہیں دفن کرنے کے لئے اس کا ساتھ دینے والا بھی کوئی نہیں۔

ذرا رکیے! یہ خانہ ویرانی کس کی ہوئی؟ نیزے پر لہراتا ہوا یہ سر کس کا ہے؟ خاک میں اٹے ہوئے یہ ہونٹ کس کے ہیں؟...... ہاں یہ وہی ہونٹ ہیں جنہیں وہ ہونٹ چومتے تھے جن سے وحی کے مقدس پھول جھڑتے تھے، یہ سر وہی ہے جسے جنتی جوانوں کی سرداری کا تاج پہنائے جانے کا وعدہ خود سردارِ دو جہاں نے دیا تھا۔ اب وہ سر تاجپوشی کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ کٹنے والا یہ خاندان وہی تھا جس کی رگوں میں اس نبی کا مقدس خون بہتا تھا جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زندگی بھر کسی کو ذرہ بھر تکلیف نہ دی تھی بلکہ پتھر مارنے والوں کو بھی جھولی پھیلا کر دعائیں دیا کرتا تھا۔

ان قربان ہونے والے جوانوں کو ان پاکباز ہستیوں نے جنم دیا تھا جن کی زندگیاں آسمان سے برسنے والے پانی سے بھی زیادہ پاک وشفاف تھیں۔ خاک کربلا پر تڑپنے والی یہ لاش اور نیزے پر لہرایا ہوا یہ سر اس جگر گوشہ بتول کا تھا جسے ناطق وحی نے اپنی مقدس چادر میں لپیٹ کر فرمایا ہے...... ''مجھے ان سے محبت ہے، اللہ تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے ان سے بھی محبت فرما۔''

یہی وہ مژدہ جانفزا تھا جس کے باعث اصحاب نبی حسین رضی اللہ عنہ سے محبت اپنے ایمان کا جزو سمجھتے تھے۔

اگر صفحات تنگ دامنی کا شکوہ نہ کریں تو میں محبت حسین میں پروئی جانے والی سلک مروارید سے چند نگینے دکھانے کا عزم رکھتا ہوں۔ انبیاء ورسل کے بعد سب سے عظیم ہستی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے وہ فرمایا کرتے تھے لوگو! مجھے حسین سے محبت ہے تم بھی ان کی عزت کرو اور خدمت کرو۔ ان کا حق پہچانو بلکہ ایک مرتبہ تو محبت نے یہاں تک جوش مارا فرمایا حسینؓ تم مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو۔

حسینؓ کے نانا کے بعد اگر کسی کے سر پر تاج نبوت ورسالت سجتا تو وہ فاروق اعظمؓ کی ذاتِ گرامی تھی۔ اُسی فاروق اعظمؓ کے دور حکومت میں ایک مرتبہ یمن کے گورنر نے حلّے مدینہ منورہ بھیجے، فاروق اعظمؓ نے لوگوں میں تقسیم فرما دیئے۔ حسن وحسین بعد میں پہنچے تو فاروق اعظم بے قرار ہو گئے کہ جنتی شہزادے تو محروم رہ گئے۔ فوراً یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ دو بہترین حلّے روانہ کرو۔ جب تک شہزادوں کو پہنا نہ دیئے بے قراری ختم نہ ہوئی۔

پیغمبر ﷺ کا وہ دوہرا داماد جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اس نے مسجدِ نبویؐ کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگو! جسے اللہ کے نبیؐ سے محبت ہے اس پر فرض ہے کہ وہ حسن وحسین سے بھی محبت کرے۔ اور ان کے مقام ومرتبے کی قدر کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دوست مولانا تفصیل احمد ضیغم صاحب نے محبت کے انہی چراغوں کو روشن کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے۔ اگر وہ محبت حسین کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں تو میں بھی ان کا ہم نوا ہوں۔ اگر ان کا عقیدہ ہے کہ محبتِ حسینؓ جزوِ ایمان ہے تو میرے ایمان کا پیمانہ بھی اس وقت تک نہیں بھرتا جب تک میں محبتِ حسین کو اس میں شامل نہ کرلوں۔

میں حسینؓ سے محبت کیوں نہ کروں؟ کہ میرے نبیؐ نے ان سے محبت کی اس حادثہ خونچکاں کی بے جا تحقیق میں ڈوب جانے والوں نے محبت حسین سے محروم ہو کر جو گرد اڑائی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ چھوٹی سی کتاب اسے بٹھانے میں موثر کردار ادا کرے گی۔

دعا ہے کہ اللہ میرے ہم نوا کے قلم کو یونہی تازہ رکھے۔ اس چھوٹی سی عمر میں ان کے کام کی یہ عمدگی بتا رہی ہے کہ ان کے مستقبل کا دھارا کامیابی کی طرف ہے۔ اللہ انہیں حاسدوں کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین

محمد سلیم جباری

۵ ذی الحجہ ۲۰۰۶ء

❀❀❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰی یُحِبُّوْکُمْ لِلّٰہِ وَلِقَرَابَتِیْ

"مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اللہ تعالیٰ اور میری قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے تم سے (اے اہل بیت) محبت نہ کریں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلہائے عقیدت

یہ کوئی بہت بڑی کتاب تو نہیں چند مختصر سے اوراق ہیں اور میرے قلم میں ادیبوں کی آب وتاب بھی نہیں، لیکن اہلِ بیت کی مدح کا مجھ پر قرض تھا، خصوصاً مدحتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سینے سے لگاتے اور کبھی ہونٹوں سے بوسہ دیتے ہوئے رب کے حضور یوں دعائیں کیا کرتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا﴾[1]

''اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرتا ہے، اس سے بھی محبت رکھ۔''

یہ وہ دعائیں ہیں، کہ مسندِ حدیث پر بیٹھ کر جب میں طالب علموں کو احادیث پڑھاتا تو ان دعائیہ احادیث سے گزرتے ہوئے خود کو مجرم محسوس کرتا تھا اور اس مقدس مسند پر بیٹھتے ہوئے شرم آتی کہ جس مسند کے طفیل مجھ سے کم علم، کم فہم اور ناکارہ آدمی کو اللہ نے بے شمار انعامات سے نوازا ہے، اس مسند کا مالک ہم سے حسین کی محبت کا تقاضہ کرے، تو ہماری زبانیں گنگ اور قلم خاموش رہیں...... آہ یہ کس قدر بخیلی ہے، کسی شاہ و وزیر کی مدح میں تو ہمارے قلم قصائد کے انبار لگا دیں، لیکن سردارِ دو عالم کے نواسوں کیلئے ہماری محبتوں کے خزانے خالی رہیں، بلکہ ہمارے قلم تحقیق کے نام پر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے گھر کی دیواروں میں نقب لگانے اور اینٹیں اکھاڑنے میں تیشے کا کام کرتے رہیں۔ ہاں ایسے ظالم قلم کو خم دے کے توڑ دینا بھی مدحتِ حسین رضی اللہ عنہ ہے۔

ہمارے ہاں عظمتِ حسین رضی اللہ عنہ کو عموماً دو طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔

---

[1] حسن جامع ترمذی کتاب المناقب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) خانوادہ حسین کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے تاریخ کی کتابوں میں کھو جانا اور روتے دھوتے' واویلا کرتے ہوئے اس صابر وشاکر خاندان کے صبر کا مذاق اڑانا۔ (۲) حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کسی اور شخصیت سے کرتے ہوئے تحقیق کے نام پر ایک کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا' حالانکہ خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عظمت ورفعت میں اتنا بلند ہے کہ کسی اور خاندان کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا ہی کم فہمی ہے۔ جس حسین رضی اللہ عنہ کی تعریف خود رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کریں اور انہیں جنتی مردوں کا سردار قرار دیں۔ بھلا اس کا مقابلہ کسی ایسی شخصیت سے کیسے ہوسکتا ہے' جس کی تعریف کیلئے ادھر ادھر سے اشارے کھینچنے پڑیں اور کئی راستے تلاش کرنے کی ضرورت پڑے۔

میں نے مدحتِ حسنین رضی اللہ عنہما کیلئے تاریخ کو ایک طرف رکھ کے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والے پھولوں کو چن کر ایک گلدستہ تیار کرنے کی سعی کی ہے اور بطور خاص اس بات کا التزام کیا ہے کہ روایات میں کسی قسم کا کوئی ضعف نہ ہو اس لئے احادیث کے حوالہ جات نقل کرنے کے ساتھ محدثین کا حکم بھی نقل کر دیا ہے۔ اور یہ مختصر سی کتاب دراصل محرم الحرام کے دوران میرے دیئے گئے چار لیکچرز کا مجموعہ ہے میں اپنے ان احباب کا ممنون ہوں جنھوں نے میری توجہ اس کی اشاعت پر مبذول کروائی۔

تفضیل احمد ضیغم

۱۲ مارچ ۲۰۰۵ء

یکم صفر ۱۴۲۶ھ

✿✿✿

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کیا ہے؟

محبوب کی اطاعت کرنے اور اس کی ہر بات ماننے کا نام محبت ہے اپنی ہر پسند اور خواہش کو محبوب کی پسند اور اپنی ہر ناپسند کو محبوب کی ناپسند میں فنا کر دینا محبت کہلاتا ہے۔ محبت کرنے والے کی نہ اپنی پسند رہتی ہے اور نہ ناپسند۔ اگر اس سے پوچھا جائے کہ تجھے کون سی چیز پسند ہے' تو وہ کہتا ہے وہی جو محبوب کو اچھی لگتی ہے اور اگر پوچھا جائے تجھے کون سی چیز ناپسند ہے' تو جواب ہوتا ہے وہی جو محبوب کو ناپسند ہے۔ یعنی محبت یہ ہے کہ محبوب کو جو چیز پسند ہے اسے سینے سے لگا لیا جائے اور جس چیز کو وہ برا سمجھتا ہے' اس کو طلاق دے دی جائے۔ اسی چیز کو محبتِ رسول اللہ ﷺ کے آئینہ میں رکھ کر دیکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا' ہر وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے' اس کو اختیار کر لینا اور ہر وہ چیز جو انہیں ناپسند ہے' اس کو چھوڑ دینا محبت رسول ﷺ ہے اور محبت رسول ﷺ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَا لِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾[1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا' جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل' مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

اب دیکھنا یہ ہے کہ جو چیزیں رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں' ہم بھی ان کیلئے اپنے دل میں محبت محسوس کرتے ہیں' تو ہمارا ایمان خالص ہے۔ اگر دل کے گوشے ان چیزوں کی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت سے خالی ہیں' تو ہمارے ایمان میں نقص ہے۔ مضمون کا مطلوب و مقصود صرف وہ لوگ ہیں' جن سے نبی ﷺ نے محبت کا اظہار اپنی زبان مبارک سے کیا تو محبتِ رسول ﷺ کا یہ ایک لازمی تقاضہ ہے کہ جو اشخاص و افراد رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں' وہ ہمارے بھی محبوب بن جائیں۔ ایسی پاکباز ہستیوں میں سے ہم ان لوگوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں' جنہیں اہلِ بیت کہا جاتا ہے اور اہلِ بیت میں سے بھی خصوصیت کے ساتھ حسنین کریمین کا جن سے بار بار رسول اللہ ﷺ نے محبت کا اظہار کیا' آئندہ اوراق انہی محبوب شخصیات کے ذکر خیر سے مزین ہیں۔

اہلِ بیت کی محبت کو تھامے رکھنا

اہلِ بیت سے محبت کرنے کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔ صحابہ کرام اور آنے والے لوگوں کو بطور وصیت کے فرمایا تھا کہ تم کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور دیکھنا .... حُبِّ اہلِ بیت کو نہ کہیں گنوا بیٹھنا۔ اس سلسلہ میں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے:

''یزید بن حیان بیان کرتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم (تینوں) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین کہنے لگے: جناب زید! آپ کو بہت فضیلت حاصل ہے' آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے' آپ کی باتوں کو سنا ہے' آپ کے ساتھ جنگی سفر کئے ہیں' آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا' غرض آپ کو بہت سے فضائل حاصل ہوئے ہیں۔ آپ ہمیں چند باتیں بیان فرمائیں' جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہوں۔

وہ فرمانے لگے: بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر بڑی ہوگئی ہے' آپ سے ملاقات کو عرصہ دراز ہوگیا ہے' ہوسکتا ہے آپ ﷺ سے سنی ہوئی باتیں بھی بھول گئی ہوں۔ لہٰذا میں جو کچھ تمہیں بیان کروں' اسے لے لینا اور جو بیان نہ کرسکوں اس میں مجھے معذور سمجھنا۔

پھر فرمانے لگے: ایک دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غدیر خم کے مقام پر خطاب فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کچھ وعظ و نصیحت فرمائی' پھر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي۔[1]

''اے لوگو! میں ایک انسان ہوں' بہت ممکن ہے کہ میرے رب تعالیٰ کی طرف سے بلانے والا میرے پاس آ جائے اور میں لبیک کہہ دوں۔ میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' ان میں سے ایک تو اللہ کی کتاب ہے' جس میں ہدایت اور روشنی ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ پھر آپ نے لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف رغبت دلائی۔ پھر آپ نے فرمایا دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں' میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں' میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں' میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔''

حصین نے پوچھا ''جناب زید! نبی ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلِ بیت سے نہیں۔ وہ کہنے لگے آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت سے ہیں' لیکن اصل اہلِ بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون ہیں؟ فرمانے لگے آلِ علی' آلِ عقیل' آلِ جعفر اور آلِ عباس۔ حصین نے پوچھا ان پر صدقہ حرام ہے؟ فرمانے لگے ''ہاں''۔

[1] صحیح مسلم' فضائل صحابہ' باب فضائل علی رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ بیت سے کون مراد ہیں؟ اس کا ذکر بعد والی فصول میں آئے گا۔ یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ اللہ کا نام لے کر اپنے گھر والوں کو یاد رکھنے کا حکم اپنی امت کو دیا۔ یاد رکھنا ایسے ہی ہوتا ہے' جیسے کوئی بندہ اپنے قریبی عزیز کے بارے میں اپنے ملنے جلنے والوں کو کہہ دے کہ یہ میرا قریبی ہے' اسے تم یاد رکھنا۔ کیا مطلب؟ اس کی مشکل کو اپنی مشکل سمجھنا' اس کی خوشی میں خوش ہونا' اس کی غمی پہ غمزدہ ہونا۔ یہ کام تب ہی ممکن ہے جب بندہ اس سے محبت کرے' تو اہلِ بیت کو اللہ کیلئے یاد رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ان کی محبت بسائے رکھنا' ان کا دفاع کرنا' ان کا ذکرِ خیر کرنا' ان کی مدح کرنا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب سمجھتے ہوئے اپنا بھی محبوب سمجھنا۔

اہلِ بیت سے بغض رکھنے والا دوزخی ہے:

اہلِ بیت سے محبت رکھنا جزوِ ایمان ہے اور اہلِ بیت سے دشمنی رکھنا جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ اس لئے کہ ان سے دشمنی رکھنا درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں سے دشمنی رکھنا ہے۔ اس کی دلیل میں درج ذیل حدیث کس قدر واضح ہے' جسے علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں نقل کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ﴾[1]

"مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' ہم اہلِ بیت سے جو بندہ بھی بغض رکھے' اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔"

اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اہلِ بیت سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اہلِ بیت سے دشمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اس لئے کہ پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿يُبْغِضُنَا﴾ کہہ کے خود اس دشمنی کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کبھی فلاح ونجات نہیں پا سکتا۔

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحه ج۵' صفحه ۶۴۳ ح ۲۴۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی اہلِ بیت سے نسبت قیامت والے دن بھی ختم نہ ہوگی

شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں ایک اور روایت نقل کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت والے دن نبی ﷺ سے اور سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے، لیکن جن کا نبی ﷺ سے نسبی تعلق ہوا وہ نہیں ٹوٹے گا اور نسبی تعلق میں اہلِ بیت کا رشتہ سب سے زیادہ قریب ہے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي[1]

''قیامت کے دن ہر واسطہ اور نسبی تعلق ختم ہو جائے گا، مگر میرا واسطہ اور نسبی تعلق قائم رہے گا۔''

نسبت مصطفیٰ ﷺ کوئی معمولی چیز نہیں ہے، لیکن یاد رہے حدیث مذکور میں نسبی تعلق سے مراد وہ اشخاص ہیں، جو اہلِ بیت سے ہیں اور جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ایمان و عمل اور تقویٰ و طہارت میں بلند مقام پر فائز تھے۔

اہلِ بیت سے مراد کون لوگ ہیں......؟

آیات و احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو درج ذیل تین قسم کے لوگ اہلِ بیت قرار پاتے ہیں۔

① نبی ﷺ کی بیویاں اور آپ کی اولاد۔

② سیدنا علی و فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم۔

③ وہ لوگ جن پر آپ نے صدقہ حرام فرمایا۔

نبی ﷺ کی بیویاں:

نبی ﷺ کی ازواج مطہرات اہلِ بیت سے ہیں، اس کی دلیل قرآن پاک کی درج ذیل آیت سے ہے:

---

[1] المعجم الكبير للطبرانی ح ۲۶۳۳، سلسلة الاحاديث الصحيحه ح ۲۰۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ○ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى وَ أَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَءَاتِينَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ○﴾[1]

''اے پیغمبر ﷺ کی بیویو! تم دیگر اور عورتوں کی طرح نہیں ہو' اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو کسی (اجنبی شخص) سے نرم نرم باتیں نہ کرو' تاکہ وہ شخص جس کے دل میں مرض ہو کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں' اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبردار رہو۔ اے (پیغمبر ﷺ کے) اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو۔ بے شک اللہ باریک بین (اور) باخبر ہے۔''

ان آیات کا آغاز ''اے نبی ﷺ کی بیویو! سے ہوتا ہے۔ دوسری آیت یہاں سے شروع ہوتی ہے ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) تیسری آیت ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ میں بھی خطاب بیویوں سے ہے۔ تینوں آیات کا سیاق وسباق ظاہر کرتا ہے کہ خطاب نبی ﷺ کی بیویوں سے ہے اور یہاں ان کو ہی اہلِ بیت کہہ کے ان الفاظ میں آیات کی غرض وغایت بیان کی گئی ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۳۲، ۳۳، ۳۴ ترجمہ فتح محمد جالندھری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَطْهِيْرًا﴾

''اے اہلِ بیت اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کامیل کچیل) دور کردے اور تمہیں بالکل پاک وصاف کردے۔''

مولانا مودودی رحمہ اللہ تفہیم القرآن میں اس آیت کے ضمن میں رقمطراز ہیں:

''یہاں اہلِ بیت سے مراد نبی ﷺ کی بیویاں ہیں' کیونکہ خطاب کا آغاز ہی یانساء النبی کے الفاظ سے کیا گیا ہے اور ماقبل اور مابعد کی تقریر میں وہی مخاطب ہیں' علاوہ بریں ''اہلِ بیت'' کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے' جن میں ہم ''گھر والوں'' کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہلِ خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔'' (تفہیم القرآن جلد۴ سورۃ احزاب آیت۳۳)

اہلِ بیت کا لفظ قرآن حکیم میں دو اور جگہ بھی استعمال ہوا ہے اور دونوں جگہ اس کے مفہوم میں بیوی کو شامل کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کیلئے اہلِ بیت کا لفظ

سورہ ہود میں ہے کہ فرشتے جب قوم لوط کو تباہ کرنے کی غرض سے آئے تو پہلے مہمانوں کی شکل میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے مہمانی کے طور پر ایک بھنا ہوا بچھڑا ان کے سامنے رکھا۔ فرشتے چونکہ کھانے کی حاجات سے پاک ہیں' اس لئے انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ ابراہیم علیہ السلام اس بات سے ذرا گھبرائے تو فرشتوں نے کہا آپ مت ڈریئے' ہمیں تو قوم لُوط کی طرف ان کو تباہ کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کھڑی اس مکالمہ کو سن رہی تھیں' وہ یہ بات سن کے ہنس پڑیں۔ اس پر فرشتوں نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی کہ اللہ انہیں اولاد سے نوازے گا۔ سیدہ سارہ نے تعجب سے کہا کیا میں بچہ جنوں گی' جبکہ میں خود بوڑھی اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔ اس پر فرشتوں نے جواب دیا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ

(سورۃ ھود آیت ۷۳)

''کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت (نبوت) تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔''

صاف ظاہر ہے یہاں خطاب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سے تھا اور انہیں ابراہیم علیہ السلام کے اہلِ بیت کہہ کے مخاطب کیا گیا ہے۔

عموماً اہلِ بیت کا ترجمہ گھر والے ہی کیا جاتا ہے اور گھر والوں میں آدمی کے بیوی بچے خصوصاً شامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ القصص میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ شیر خوارگی کے زمانہ میں جب فرعون کے گھر پہنچے اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی عورت کی تلاش ہوئی جو اس بچے کو دودھ پلائے تو موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے جا کر ان الفاظ میں ان کی راہنمائی کی:

﴿هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ﴾

(سورۃ القصص آیت ۱۲)

''کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ نہ بتاؤں جو تمہارے اس بچے کی پرورش کریں اور وہ (اس بچے) کے خیر خواہ بھی ہوں۔''

یہ تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گھر والوں میں بیوی شامل ہوتی ہے اور خصوصاً پچھلی دو آیات میں تو کہا ہی اہلِ بیت بیویوں کو گیا ہے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہلِ بیت سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

سیدنا علی و فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم

آیات قرآنیہ میں خطاب چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے تھا اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بھی خصوصی طور پر اہلِ بیت میں شمار کیا ہے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی یہ روایت ہے:

﴿قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک منقش چادر تھی۔ اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آ گئے' آپ نے ان کو چادر میں داخل فرمالیا' پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بھی ساتھ داخل ہو گئے' پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں' آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے آپ نے انہیں بھی داخل فرمالیا' پھر فرمایا اے اہلِ بیت اللہ تعالیٰ چاہتے کہ تم سے ہر بُری چیز دور فرما کے تمہیں اچھی طرح سے پاک وصاف کر دیں۔''

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

﴿عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَ نَا وَأَبْنَآءَ كُمْ) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي﴾[2]

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی' آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی' فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بلایا' پھر فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل (بیت ہیں)۔''

اس آیت کا پسِ منظر یہ ہے کہ کچھ عیسائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے' جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ کہنے لگے ہمیں ایک دن سوچنے کی مہلت دو پھر جب ان کی مجلس

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[2] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاورت ہوئی تو ایک ہوش مند بوڑھے نے کہا اے گروہِ نصاریٰ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے بنی اسماعیل میں سے ایک نبی بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے یہ وہی نبی ہو اور تم لوگوں نے مباہلہ کیا' تو تمہاری کیا تمہاری نسلوں کی بھی خیر نہ ہوگی' اس لئے صلح کی درخواست دے کر جزیہ دینا قبول کرلو۔[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عاقب اور سید نصاریٰ کے دو پادری نجران سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' یہ لوگ آپ سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اگر یہ نبی ہوا اور ہم نے مباہلہ کیا تو ہماری خیر نہ ہوگی اور نہ ہماری اولاد کی' آخر وہ دونوں کہنے لگے جو جزیہ آپ مانگیں گے ہم وہ دینے کیلئے تیار ہیں اور کہا کہ ایک ایماندار آدمی ہمارے ساتھ کر دیجیے۔ یہ سن کر آپ کے صحابہ انتظار کرنے لگے (کہ آپ کس کو منتخب فرماتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا ابوعبیدہ بن جراح اٹھو' جب وہ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا اس امت کا امین یہ شخص ہے۔[2]

یہ خانوادہ حسین کی عظمت ہے کہ وہ چادر جسے قرآن حکیم میں ﴿یا ایھا المزمل﴾ کہہ کر پکارا گیا ہے' اس کی چھتری کے سایہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بٹھایا اور پھر محبت بھرے انداز میں انہیں اہلِ بیت کہہ کر پکارا۔

یہ بھی اس خاندان کی عظمت ہے کہ مباہلہ جس میں مرنے جینے کی قسم اٹھائی جاتی ہے' اس کیلئے آپ نے انہی چار اشخاص کا انتخاب کیا اور انہیں اپنے بیٹے بھی قرار دیا۔

وہ جن پر صدقہ حرام ہے:

اہلِ بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام ہے' اس لئے کہ صدقہ و خیرات کو لوگوں کا میل کچیل کہا گیا ہے' جو ان کے مالوں کو پاک کرتا ہے اور اہلِ بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ و مقام بہت بلند ہے۔ یہ رتبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ صدقہ نہ لیں۔ احادیث کو دیکھا جائے تو ازواج

[1] تیسیر القرآن عبدالرحمن کیلانی جلد اول سورۃ آل عمران آیت ۶۱

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصة اهل نجران

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطہرات اور علی، حسین وحسن وفاطمہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی کچھ لوگ ہیں جنہیں اہلِ بیت میں شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پیچھے روایت میں گزر چکا ہے کہ حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ اہلِ بیت سے کون لوگ مراد ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

﴿أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ قَالَ وَمَنْ هُمْ قَالَ هُمْ آلُ عَلِي وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ قَالَ نَعَمْ﴾[1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے مراد وہ لوگ ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے (حصین نے) پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ فرمانے لگے آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس۔ پوچھا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ فرمایا ''ہاں۔''

اہلِ بیت سے مراد اصل میں یہی لوگ ہیں، جو مذکورہ حدیث میں بیان ہو گئے اور ان سب پر صدقہ حرام ہے۔ پیچھے جو دو قسم کے لوگ بیان ہوئے، وہ بھی انہی میں شامل ہیں۔ ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث اور قرآنی آیات نے انہیں خاص اہمیت دی ہے۔

یہ اہلِ بیت کی عظمت ہے کہ ان پر صدقہ حرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمادیا:

﴿إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ﴾[2]

''بے شک صدقہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق نہیں، یہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے۔''

اللہ ہمیں اہلِ بیت کی خالص اور سچی محبت نصیب فرمائے۔

خانوادہ حسین رضی اللہ عنہ احادیث کے آئینہ میں

حسب ونسب اور خاندان کے اعتبار سے دیکھا جائے تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تمام

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل علی رضی اللہ عنہ

[2] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلند تر دکھائی دیتے ہیں، بلکہ ان سے بہتر حسب ونسب کسی کا دکھائی ہی نہیں دیتا۔ ان کے نانا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی نانی سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے والد علی بن ابی طالب ہیں۔ ان کے چچا جعفر بن ابی طالب اور ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن ہیں اور کتنی ہی ایسی احادیث ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان کی ان شخصیات سے والہانہ محبت کا اظہار کیا۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا نور تھے ہی، خانوادہ حسین بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں کا مرکز تھا۔ اس ضمن میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی منافق کی علامت

صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

﴿قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ﴾ [1]

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھ (علی رضی اللہ عنہ) سے صرف مؤمن ہی محبت رکھے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے بغض رکھے گا۔

نسائی کی روایت میں اس سے بھی واضح الفاظ موجود ہیں

﴿لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ﴾ [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار وعلی من الایمان

[2] صحیح سنن نسائی از البانی رحمہ اللہ کتاب الایمان وشرایعہ باب علامۃ الایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے علی رضی اللہ عنہ) تجھ سے صرف مومن بندہ ہی محبت رکھے گا اور صرف منافق آدمی ہی تجھ سے بغض رکھے گا۔"

امام مسلم نے اس روایت کو کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے اور اس پر باب یہ قائم کیا ہے ﴿الدلیل علی ان حب الانصار و علی من الایمان﴾ جس کا مطلب ہے اس بات کی دلیل کہ انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اسی طرح امام نسائی نے بھی اسے کتاب الایمان میں ذکر کرنے کے بعد اس پر باب قائم کیا ہے۔ "علامۃ الایمان" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے۔

گویا منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنین کے باپ علی سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے وجود اور شخصیت کو ایمان کا حصہ بنا دیا ہے' بلکہ مومن اور منافق کی پہچان میں ایک معیار قرار دے دیا ہے کہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے' وہ مومن ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے' وہ منافق ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے جنگ خیبر کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ خیبر کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْلَيَا خُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَّمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾[1]

"کل صبح میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا یا سرداری کا جھنڈا ایک ایسا شخص سنبھالے گا' جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں' یا یوں فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے' اللہ اس کے ہاتھ سے خیبر کو فتح کروا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب علی ابن ابی طالب القرشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گا۔ (راوی کہتا ہے) ہم لوگوں کو امید نہ تھی کہ علی رضی اللہ عنہ آ جائیں گے۔ (صبح لوگوں نے) کہا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کرا دیا۔''

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور پیچھے ہم بیان کر آئے ہیں کہ محبت کرنے والے کو وہی چیزیں محبوب ہوتی ہیں' جو اس کے محبوب کو پسند ہوں اور وہ چیزیں ناپسند ہوتی ہیں' جو محبوب کو اچھی نہ لگیں۔ تو جو مومن اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے' اس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں سے محبت رکھے' جو اس کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں' تو ایک مومن کی محبت اس سے یہ تقاضہ کرتی ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے۔ اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس قدر محبت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر اپنے جسم کا ٹکڑا اقرار دیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت حبشی بن جنادہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

﴿قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيٌّ مِّنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ﴾[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں۔''

ان الفاظ میں کمال درجہ کی محبت کا اظہار ہے' یعنی میرا اور علی کا رشتہ انتہائی قربت کا رشتہ ہے۔ ایسے محبت بھرے الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی کئی انداز میں دہرائے ہیں۔

[1] حسن جامع ترمذی از البانی رحمه الله کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا میں دوست ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ دوست ہے

یہ حدیث کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ﴾[1]

جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! جو علی رضی اللہ عنہ سے دوستی لگائے' تو بھی اسے دوست بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔"

اس حدیث میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کی ترغیب دی ہے اور ایک طرف تو اسے اپنا دوست قرار دیا' اور دوسری طرف رب تعالیٰ کی دوستی اور دشمنی کو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دوستی اور دشمنی سے ملا دیا کہ علی سے بغض رکھنے والا کبھی یہ توقع نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ جس دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی ہو اس میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی داخل نہیں ہو سکتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائیہ انداز میں کہنا "جو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔" اس بات کا اشارہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھنا غضبِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

مردوں میں سب سے زیادہ محبوب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی آپ کی رازدار اور آپ کی رمز شناس تھیں' فرماتی ہیں کہ مردوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر محبوب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں یہ روایت موجود ہے:

﴿عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحه رقم الحديث (۱۷۵۰) صحيح و جامع ترمذی كتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرِّجَالِ؟ قَالَتْ زَوْجُهَا إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا﴾[۱]

''حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے ان سے دریافت کیا لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب تھا؟ تو انہوں نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر سوال کیا گیا کہ مردوں میں سے کون (زیادہ محبوب ہے؟) تو انہوں نے فرمایا ''فاطمہ رضی اللہ عنہا'' کے شوہر علی رضی اللہ عنہ میری دانست کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ روزے رکھتے اور قیام کرتے تھے۔''

تبوک میں علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنانا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِيْ فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔[۲]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ میرے لئے اسی طرح بن جائیں، جس طرح ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

محبت کا یہ بھی انداز

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، اس میں حضرت

[۱] مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب والفضائل باب مناقب اهل بیت النبی فی الفصل الثانی وقال البانی هذا حدیث حسن ورواه الترمذی فی کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا

[۲] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابه باب من فضائل علی بن ابی طالب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں متفکر ہوئے اور آپ اس کیفیت میں تھے کہ:

وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيْنِي عَلِيًّا[1]

''آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے' اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو نہ دکھادے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ''

یہ بالکل وہی انداز ہے جو ایک باپ کا اپنی اولاد کیلئے ہوتا ہے کہ جب اولاد آنکھوں کے سامنے نہ ہو وہ بے چین ہوتا ہے' اس کی سلامتی کیلئے رب سے دعائیں مانگتا ہے۔ اس لئے کہ باپ کے دل میں بیٹے کی حقیقی محبت ہوتی ہے۔ یہ وہ محبت ہے' جسے سچی محبت کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی انداز میں دعا مانگنے اور علی رضی اللہ عنہ کے انتظار کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو حسنین کریمین کے والد علی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی محبت تھی' جیسے باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس پر عامل مقرر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت میں سے ایک لونڈی لے لی' لوگوں نے اسے برا جانا اور چار صحابیوں نے اقرار کیا کہ وہ ملاقات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کریں گے اور مسلمانوں کی عادت تھی کہ جب سفر سے آتے تو پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے' سلام کرتے' پھر گھر جاتے۔ غرض جب لشکر لوٹ کر آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ حاضر ہوئے تو ان چار آدمیوں میں سے ایک کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کیا' آپ نے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اور وہی کہا اور تیسرا اور چوتھا آپ نے سب سے منہ پھیر لیا۔ راوی کہتا ہے:

﴿وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ مَا تُرِيْدُوْنَ

---

[1] صحیح جامع ترمذی از البانی رحمہ اللہ کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ عَلِيٍّ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي﴾[1]

''نبی ﷺ کے چہرہ مبارک سے غصہ دکھائی دیتا تھا اور آپ نے تین بار فرمایا تم علی رضی اللہ عنہ سے کیا چاہتے ہو؟ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے دوست ہیں۔''

نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بات کرنے والوں کو ناپسند کیا' بلکہ ان سے ناراض ہوئے اور معاملہ کی تفتیش کرنے کی بجائے یہ فرمایا ''علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں۔'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جو کیا ٹھیک کیا ہے۔ انہوں نے کسی کا حق غصب نہیں کیا' بلکہ ان کی تو یہ صفت ہے کہ ہر مومن کے دوست ہیں۔ غور فرمایئے! اعتراض کرنے والے صحابہ کرام تھے' جو سب مومن اور جنتی لوگ تھے۔ نبی ﷺ کو ان کا معمولی سا اعتراض کرنا بھی پسند نہیں آیا اور آپ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور اگر کوئی عام بندہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرے' ان کے مقام و مرتبہ پر انگلی اٹھائے' کیا وہ نبی ﷺ کے غضب اور ناراضگی کا مستحق قرار نہیں پائے گا؟ آج تنقیص کا پہلو اس وقت نکلتا ہے' جب ایک صحابی کا مقابلہ دوسرے صحابی سے کروایا جائے۔ حالانکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم چمنستانِ رسالت کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔ ہر پھول کی الگ خوشبو ہے۔ زبانِ نبوت سے مناقب صحابہ پر جو ارشادات صادر ہوئے' وہ فضیلت میں اس قدر ہیں کہ انہیں بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ ایک صحابی کو دوسرے صحابی پر ترجیح دینے کیلئے دلائل ڈھونڈنا پھر ان دلائل کی جوڑ توڑ سے ایک کی دوسرے پر فوقیت ثابت کرنا یقیناً اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور کسی کی تنقیص سے اپنا نامہ اعمال سیاہ ہو جائے۔

ہاشمی، مطلبی، صہرِ نبی، زوج بتول ۔۔۔ نسب و نام بتاتے ہیں کہ اعلیٰ ہیں علیؓ
مشورت فاروق اعظمؓ نے کی ہے ان سے ۔۔۔ واقفِ دین، شریعت کے شناسا ہیں علیؓ
وہ عبادت ہو، شجاعت ہو، فصاحت ہو کہ علم ۔۔۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر وصف میں یکتا ہیں علیؓ

(ماہر القادری)

---

[1] صحیح جامع ترمذی البانی رحمہ اللہ کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام حسنین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ جنہوں نے اپنے ان دو پھولوں کو دودھ پلایا' اپنی گود میں کھلایا' وہ بھی عظمت میں بے مثال ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے لاڈلی بیٹی تھیں۔ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس محبت کا اظہار یوں کیا:

﴿فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي﴾[1]

''فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے دل کا ٹکڑا ہے' جس نے اسے ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا۔''

غور فرمایئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لوگوں سے اپنی بیٹی کی رضا چاہتے ہیں اور اس بات کا تقاضا بھی فرما رہے ہیں کہ لوگ میری بیٹی سے بغض نہ رکھیں۔ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بغض رکھا' اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی میں حبیب کبریاء کی رضامندی ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے تو بندہ کن چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ ان میں بڑی بڑی چیزیں یہ ہیں:

① رب تعالیٰ کی رضا سے محرومی۔

② جنت سے محرومی۔

③ حوض کوثر کے میٹھے جام سے دوری۔

④ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی۔

⑤ قبر اور حشر میں رحمتِ الٰہی سے محرومی۔

یہ پانچ نقصانات کچھ چھوٹے نہیں ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے ان میں دنیا اور آخرت کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بربادی شامل ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ جب اہلِ بیت کی محبت نہ ہو تو جنت نہیں ملتی۔ حُبّ اہلِ بیت نہ ہو تو رضاء مصطفی ﷺ کا حصول ممکن نہیں۔ رضاء مصطفی ﷺ کیلئے حب اہلِ بیت شرط ہے۔

جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی

صحیح بخاری کی روایت ہے، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِىْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِى أَنْ يَنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِىَّ بْنَ أَبِىْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ ابْنَ أَبِىْ طَالِبٍ أَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِىْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِىَ بَضْعَةٌ مِّنِّىْ يُرِيْبُنِىْ مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِىْ مَا اٰذَاهَا﴾[1]

"میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ اس وقت منبر پر تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت چاہی کہ ہم اپنی لڑکی کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیں تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن ابی طالب کا ارادہ ہو تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے، اس لئے کہ میری بیٹی میرا ٹکڑا ہے، جو اسے برا لگے وہ مجھے برا لگتا ہے اور جو اسے تکلیف دیتا ہے، اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی جویریہ سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ شریعت نے چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ خود نبی ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکنا اس لئے نہیں تھا کہ ان کیلئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنا حرام تھا، بلکہ نبی ﷺ نے یہاں ایک اصول بیان فرمایا کہ اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا حرام ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ اور عدو اللہ کی

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹیوں کا جمع ہونا درست نہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا جو چیز فاطمہ کو بری لگتی ہے وہ مجھے بری لگتی ہے' جو اسے تکلیف دے اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے' کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول ہیں۔ان کا دل دکھانے سے رسول اللہ کا دل دکھتا ہے۔

نبیؐ کے دل کا ہے ٹکڑا نبی سے سنتے ہیں
علیؓ کے گھر کی ہے عزت علیؓ سے سنتے ہیں
وہ کہ جس نے پرورش کیا گھرانے کو
حسینؓ پال کے جس نے دیا زمانے کو

رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کی سزا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دینے والا چونکہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتا ہے' اس لئے یہ بھی واضح ہو جانا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کی سزا کیا ہے۔اس ضمن میں دو آیات درج ذیل ہیں:

☆ دنیا اور آخرت میں لعنت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں' تو اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اس نے ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

☆ دردناک عذاب کی وعید

سورۃ توبہ میں ایک مقام پر ان لوگوں کو ان الفاظ میں خبردار کیا گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (سورۃ توبہ آیت ۶۱)
''اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں' ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

مذکورہ دونوں آیات میں دو قسم کے عذابوں کا ذکر ہے ''ذلیل کر دینے والا عذاب'' اور ''دردناک عذاب''۔ حالانکہ ہر عذاب ہی ذلیل کرنے والا اور درد دینے والا ہوتا ہے' کوئی بھی عذاب وقار میں اضافہ کرنے والا اور طمانیت دینے والا نہیں ہوتا۔ جو بھی عذاب ہے اس میں دو صفتوں کا پایا جانا ضروری ہے یعنی ذلت اور درد۔ پھر بطور خاص مذکورہ آیات میں عذاب کے ساتھ ذلت اور درد کا ذکر کیوں کیا.....؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض عذابوں میں درد کا تصور انسانی دماغ میں آ سکتا ہے اور وہ اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ جیسے حلق میں اٹک جانے والے کھانے کا عذاب' گرم کھولتے ہوئے پانی کا عذاب' بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب' لیکن کچھ عذاب ایسے ہیں کہ جن کا تصور بھی انسانی دماغ میں نہیں آ سکتا۔ ان کی درد ناکی اس قدر شدید ہے کہ الفاظ میں اسے بیان ہی نہیں کیا جا سکتا' اس لئے صرف اتنا ہی فرما دیا ''ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔'' اس کا ادراک قیامت والے دن ہی ہو سکے گا۔ اسی طرح بعض عذابوں کی رسوائی کا ذکر کیا ہے' جیسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جانا' گلے میں مونجھ کی رسی کا ڈالا جانا وغیرہ' لیکن کچھ عذاب ایسے ہیں کہ ان کی رسوائی کا اندازہ اس دنیا کا دماغ نہیں کر سکتا' اس لئے اکیلا رسوا کن عذاب فرما دیا کہ اس کا اندازہ صرف قیامت والے دن ہی ہوگا اور قابلِ توجہ بات یہ ہے ان دونوں قسموں کے الفاظ خصوصیت سے ان لوگوں کیلئے استعمال ہوئے ہیں' جو پیغمبر کائنات ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں

صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی ﷺ کے مرض وفات میں آپ کی تمام ازواج مطہرات آپ کے پاس تھیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں (اور ان کے چلنے کا انداز کیسا تھا؟)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰى مَشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾

''اللہ کی قسم ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہ تھی۔ (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی)''

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوشی سے فرمانے لگے:

﴿مَرْحَبًا يَا بُنَتِيْ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَأٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهٖ خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا مِمَّا سَارَّكِ؟ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهٗ﴾

''بیٹی مرحبا۔ پھر نبی ﷺ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا' اس کے بعد ان سے سرگوشی کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب نبی ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی' اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی' پھر آپ کس لئے روئیں؟ اور جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو میں نے ان (فاطمہ) سے پوچھا کہ آپ کے کان میں نبی ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ تو انہوں نے کہا میں نبی ﷺ کے راز کو نہیں کھول سکتی۔''

جب نبی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

﴿عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهٗ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهٗ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟﴾ ؎۱

''میرا جو حق آپ پر ہے' اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں' انہوں نے مجھے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی۔ تو فرمایا تھا کہ ''جبریل علیہ السلام مجھ سے سال میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے' لیکن اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لئے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں۔ سیدہ فاطمہ نے فرمایا اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا' اس کی یہی وجہ تھی' جب نبی ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا ''فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔''

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مقام تمام عورتوں سے بڑھ کے ہے' جو جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جنت سے باہر رہے' اس روایت میں نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی بشارت بھی دی ہے اور جنتی عورتوں میں سب سے بلند مرتبہ کی خوشخبری بھی سنائی۔ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہی مقام ہے' بھلا دنیا میں اور کس کو یہ مقام مل سکا ہے؟

رنگ بہار باغِ رسالت ہیں فاطمہ
سرچشمہ ریاضِ ولایت ہیں فاطمہ

علامہ ماہر القادری نے تہذیب جدید کی طرف بڑھنے والی عورت کو ان الفاظ میں فاطمہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی سیرت اپنانے کی دعوت دی ہے ۔

؎۱ بخاری کتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس ومن لم یخبر بسر صاحبه

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاب و شرم و حیاء زندگی ہے عورت کی
جو یہ نہ ہو تو برابر ہے پھر وجود و عدم
نہ دیکھ رشک سے تہذیب کی نمائش کو
کہ سارے پھول یہ کاغذ کے ہیں خدا کی قسم
وہی ہے راہ ترے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ ﷛ کے نقشِ قدم

سیدہ فاطمہ ﷞ سے محبت کا انداز

نبی ﷺ کی پیاری بیٹی اگر کبھی آپ سے ملنے کیلئے آتیں تو آپ محبت وشفقت کا کیسا اظہار فرماتے نبی ﷺ کی پیاری بیوی سیدہ عائشہ ﷞ کی زبانی سنیئے فرماتی ہیں:

﴿كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَ أَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَ أَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا﴾[1]

(سیدہ فاطمہ ﷞) جب کبھی نبی ﷺ کے پاس آتیں تو آپ (محبت سے) کھڑے ہوتے ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتے اور جب نبی ﷺ آپ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوتیں آپ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اس روایت میں جہاں نبی کا اپنی بیٹی سے بے پناہ محبت کا ثبوت ملتا ہے وہاں بیٹیوں سے محبت کا درس بھی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ بیٹیوں سے نفرت نہیں کرتے تھے بلکہ محبت سے ان کا ماتھا چومتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے۔

---

[1] صحیح جامع ترمذی ازالبانی رحمہ اللہ کتاب المناقب باب ماجاء فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے مشابہت:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

﴿مَارَأَيْتُ أَحَدًا سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي قِيَامِهَا وَقُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾[1]

”میں نے چال چلن، عادات اور اُٹھنے بیٹھنے کے انداز اور طور طریقوں میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھنے والا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہی عظمت ہے کہ جن کی پیشانی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جسے رسول کائنات ﷺ کے وہ ہونٹ جو ناطق وحی ہیں' بوسہ دینے کیلئے حرکت کرتے تھے۔

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں کہ جن کا استقبال خود نبی کریم ﷺ کرتے تھے۔

☆ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنتی عورتوں کی سردار کہا' اپنے دل کا ٹکڑا کہا' ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف کہا' جن سے قیامت والے دن سب سے پہلے ملنے کا وعدہ کیا۔

☆ وہ عابدہ وزاہدہ بھی تھیں اور صابرہ وشاکرہ بھی آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی اور آپ کی وفات کے وقت صرف وہی زندہ تھیں۔ انہیں اکیلے اپنے باپ کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا اے اللہ ہمیں ان سے اوران کے خانوادہ سے محبت کی توفیق بخش دے۔

سیرت فرزند ہا از اُمہات
جوہر صدق و صفا از اُمہات
مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول (اقبال)

---

[1] صحیح جامع ترمذی از البانی کتاب المناقب باب ماجاء فضل فاطمۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام فاطمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں جن سے بڑھ کے اپنے شوہر سے ایثار و وفا کرنے والی خاتون کائنات نے کم ہی دیکھی ہوگی۔ جب ان کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو وہ خزانوں کی مالک تھیں لیکن شادی کے بعد اپنے خزانوں کی چابیاں اپنے شوہر کے قدموں میں پھینک دیں اور ایثار و محبت کی وہ داستانیں رقم کیں کہ تاریخ دنگ رہ گئی۔ سنجاب وسمور اور مخملیں بستروں پر سونے والی کو فرشِ خاکی پر سونا پڑا' زرق برق لباس کی جگہ چیتھڑوں سے بھرا لباس زیب تن کرنا پڑا' قیمتی خوراکوں کی جگہ جو کی روٹی اور کبھی سوکھا چمڑا چبانا پڑا لیکن نہ کبھی زبان پر حرف شکایت آیا اور نہ ہی شوہر سے محبت میں فرق۔

یہ وہی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی کے نزول پر ذمہ داری کے بوجھ سے گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تو پیاری بیوی نے ان الفاظ میں محبت بھرے بول کہے تھے جن سے آپ کے دل کو تسلی ہوئی۔

﴿كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِئُ الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ﴾[1]

"ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں محتاجوں کیلئے کمانے والے ہیں' مہمان کی مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب برداشت کرنے والے ہیں۔"

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف ایک بیوی کے طور پر آپ کے زخموں پر مرہم رکھا بلکہ تبلیغ دین میں آنے والی مشکلات کو بھی برداشت کیا اور یہ واحد عورت ہیں جن کی موجودگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔ سیرت ابن ہشام میں ہے:

﴿وَكَانَتْ اَوَّلُ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ لَمْ يَتَزَوَّجْ عَلَيْهَا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوحی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَیْرِهَا حَتّٰی مَاتَتْ رضی اللہ عنہا ﴾[1]

وہ پہلی عورت تھیں جن سے نبی ﷺ نے نکاح فرمایا اوران کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت پر متعدد روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی محبت:

امام بخاری اپنی صحیح میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں:

﴿عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ﴾[2]

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن نبی ﷺ ان کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے بناتے اور پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ میں کبھی آپ سے یوں کہتی شاید خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی اس پر آپ فرماتے وہ ایسی صفات کی مالک تھیں وہ ایسی تھیں اوران سے میری اولاد ہے۔“

یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبتیں اور وفائیں ہی تھیں کہ نبی ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی انہیں یاد کرتے رہے بلکہ ان کی سہیلیوں کا بھی اکرام کرتے رہے۔

---

[1] السیرة النبویه لابن هشام ص ۱۲۳

[2] بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی ا خدیجة و فضلها رضی الله عنها

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک ادا یاد تھی:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

﴿فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ﴾[1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس کے اجازت لینے کے انداز سے) سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اجازت لینے کا انداز یاد آ گیا اور آپ چونک اٹھے اور فرمایا اللہ یہ تو ھالہ ہے مجھے اس بات پر غیرت آئی۔ میں نے کہا آپ قریش کی اس بوڑھی کا کس قدر ذکر کرتے ہیں۔''

قابل توجہ بات یہ ہے کہ آدمی کو جس سے محبت ہو اس کی ایک ایک ادا یاد ہو جاتی ہے مدت ہائے دراز کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے اجازت لینے سے آپکو خدیجہ کا یاد آ جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کو سیدہ خدیجہ سے شدت کیساتھ محبت تھی یہ حسنین کریمین کی عظمت ہے کہ وہ خود دونوں پھول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں کے مرکز ان کی والدہ نبی علیہ السلام کے دل کا ٹکڑا اور ان کی دادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبوب بیوی جن کی ایک ایک ادا آپ کو یاد ہے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ اور جبریل امین کا سلام:

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی محبت نہیں کرتے بلکہ فرشتوں کے سردار جبریل امین اور رب تعالیٰ بھی ان سے عقیدت رکھتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل روایت پڑھیے:

﴿قَالَ أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذِهِ خَدِيْجَةُ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَ مِنِّي وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ﴾[1]

"(فرمایا) نبی ﷺ کے پاس جبریل امین آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ خدیجہ آپکے پاس ایک برتن لا رہی ہیں جس میں کھانا یا سالن ہے یا پینے کی کوئی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دے دو۔ جو ایک خولدار موتی کا ہوگا جہاں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔"

اللہ رب العزت نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ان کی محبت اور ایثار و وفا کی جزاء میں جنت کا ایک خاص محل عطا کر دیا جس میں موتی جڑے ہوئے ہیں اور ان کی بیٹی کو جنت میں موجود سب عورتوں کا سردار بنا دیا۔

امت کی بہترین عورت:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر جنتی عورتوں کی سردار ہیں تو نبی ﷺ نے ان کی والدہ کو اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہتر قرار دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَ خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ﴾[2]

"میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مریم بنت عمران (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔"

اے اللہ! ہمیں اہل بیت کی سچی محبت نصیب فرما۔

❀❀❀

[1] بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی ﷺ خدیجة

[2] صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب اذ قالت الملائكة يا مريم ان الله اصطفاك...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

پچھلے ابواب میں ہم خانوادۂ حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب احادیث کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں اور احادیث اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ ان میں سے ہر شخصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھی۔ اب ہم اس شخصیت کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جو اس کتاب کیلئے وجہ تالیف بنی جن کے فضائل پر بے شمار احادیث کتب احادیث میں جگمگا رہی ہیں۔ بہت سے مقامات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گہری محبت کا اظہار کیا اور یہ بات تو ثابت ہے کہ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبت کریں ہمارے لئے بھی اس چیز سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

اے اللہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھ:

حضرت ابوہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دن کے کسی حصہ میں گھر سے چلے میں بھی ساتھ تھا نہ آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے اسی طرح آپ بنی قینقاع کے بازار میں آئے پھر واپس ہوئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے پھر فرمایا:

﴿أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ؟ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَ قَبَّلَهُ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔﴾[1]

(آپ نے پوچھا) وہ بچہ کہاں ہے؟ وہ بچہ کہاں ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (کسی مصروفیت کی وجہ سے) فوراً آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکیں میں نے خیال کیا ممکن ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ کو کرتا وغیرہ پہنا رہی ہوں یا نہلا رہی ہوں۔ تھوڑی ہی

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیر بعد حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے آپ نے ان کو سینے سے لگالیا اور بوسہ لیا پھر فرمایا اے اللہ! اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے۔

یہ نبی ﷺ کی اپنے نواسوں سے محبت ہے کہ کبھی ان کا بوسہ لے کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے رب سے محبت کی التجاء کرتے ہیں اور کبھی اپنے کندھے مبارک پر بٹھا کر یہی دعا فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنَ رضی اللہ عنہ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ﴾[1]

''میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔''

کبھی نبی ﷺ اپنے نواسوں کو اپنے جسم سے چمٹائے اور چادر میں چھپائے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَ حُسَيْنٌ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا﴾[2]

''میں ایک رات نبی ﷺ کے پاس اپنے کسی کام کی غرض سے گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نکلے اور اپنی پیٹھ پر کچھ لپیٹے ہوئے تھے کہ میں نہیں جانتا تھا (وہ کیا چیز

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب ' باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما

[2] حسن ' جامع ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی رضی اللہ عنہ...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟) جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ آپ نے کھولا تو وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے آپ کے کولہے پر اور آپ نے فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ اور جوان کو دوست رکھے اس کو بھی دوست رکھ۔"

اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیلئے اہل بیت سے محبت کرنا پڑے گی:

مذکورہ روایات سے کئی باتوں کا پتہ چلتا ہے مثال کے طور:

☆ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ، سینہ کندھے اور کمر مبارک مَس ہونے کے ساتھ دعاؤں کیلئے الفاظ کے موتی بکھرتے رہے۔

☆ ان روایات میں یہ الفاظ توجہ طلب ہیں:

﴿أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا﴾

"میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اے اللہ تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو ان سے محبت رکھے ان سے بھی محبت رکھ۔"

ان الفاظ میں یہ باتیں بالکل واضح ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں کا مرکز ہیں اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے اور جو بندہ ان سے محبت رکھے وہ بھی اللہ کی نظر رحمت میں ہے یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے بغض رکھنے والا اور تحقیق کے نام پر ان کی شخصیات کو تنقید بنانے اور ان پر کیچڑ اُچھالنے والا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں پا سکتا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسے ملے گی جس کے دل میں اہل بیت کی محبت ہے ان سے بغض اور عداوت رکھ کے نیک اعمال کرنا کہ وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کر لے ناممکن ہے۔

وہ القاب جو زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں ادا ہوئے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں سے اتنی محبت تھی کہ محبت بھرے کئی القاب سے انہیں یاد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا یہ اعزاز کسی اور شخصیت کو نصیب نہیں ہوا آپ کی زبان مبارک سے نکلنے والے وہ الفاظ نیچے درج کیئے جاتے ہیں۔

ا۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے دو پھول ہیں:

امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:
اہل عراق سے ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا اگر احرام والا آدمی مکھی کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

﴿ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا ﴾[1]

"عراق والے مکھی کے بارے میں پوچھتے ہیں (کہ اس کو قتل کرنا کیسا ہے؟) حالانکہ انہوں نے نبی ﷺ کے نواسوں کو قتل کردیا اور نبی ﷺ نے اپنے ان دونوں نواسوں کی نسبت فرمایا تھا یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔"

۲۔ نواسوں میں سے ایک نواسہ:

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ حُسَيْنٌ مِّنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ ﴾[2]

"حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں جو حسین سے محبت رکھے اللہ اس سے محبت رکھتا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ تو نواسوں ہیں سے ایک نواسہ ہیں۔

۳۔ جنتی مردوں کے سردار:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے میری والدہ نے پوچھا: تم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما

[2] حسن ، جامع ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کب حاضر ہوتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ اتنے دن ہو گئے کبھی حاضر نہیں ہوا تو وہ مجھ سے ناراض ہوئیں میں نے کہا اب جانے دیجئے میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ سے سوال کروں گا کہ میرے اور آپ کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں پھر میں حاضر ہوا اور نماز مغرب آپ کے ساتھ پڑھی پھر آپ نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی اور گھر کی جانب لوٹنے میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: کون......؟ کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں آپ نے فرمایا:

﴿مَاحَاجَتُكَ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ وَلِاُ مِّكَ قَالَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَ وَيُبَشِّرَنِي بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآ ءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾[1]

’’تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تجھے اور تیری والدہ کو معاف کر دے پھر فرمایا یہ ایک فرشتہ تھا جو زمین پر کبھی نہیں اُترا تھا آج کی رات اس نے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام کرے اور اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی مردوں کے سردار ہیں۔‘‘

اللہ اللہ خانوادۂ حسین رضی اللہ عنہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ جن کی دادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں اور والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور خود وہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے نانا محمد الرسول اللہ ﷺ جنت کے سب سے اونچے مقام پر فائز ہوں گے یہ رتبہ اور یہ نصیب دنیا کے کسی خاندان کا نہیں ہے کہ جنہیں جنت میں اس طرح سے حکمرانی نصیب ہو۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے:

پچھلی روایت میں تو حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو جنتی نوجوانوں کا سردار کہا گیا ہے۔

[1] صحیح جامع ترمذی کتاب۔ المناقب باب مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں نبی ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دنیا میں دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کروانے والا سردار بھی کہا ہے۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے:

﴿عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنبَرَ فَقَالَ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ﴾[1]

"حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ) منبر پر چڑھے اور فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں سے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔"

اور یہ دونوں گروہ ایک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور دوسرا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا جب ان دونوں کے درمیان خلافت کے معاملہ میں جھگڑا پیدا ہوا اور قریب تھا کہ دونوں جانب سے مسلمانوں کی تلواریں بے نیام ہوتیں اور اپنے ہی بھائیوں کے خون سے تر بتر ہوتیں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں کو خونریز جنگ سے بچا لیا اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے حریصانِ دنیا تھے اور نہ حریصانِ خلافت بلکہ انہیں مسلمانوں کی خیر خواہی مطلوب تھی۔

نبی ﷺ کا حسنین کی خاطر منبر سے نیچے اتر آنا۔

یہ بھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اعزاز ہے کہ رسول کائنات ﷺ ان کی خاطر ایک مرتبہ منبر سے خطبہ پڑھتے ہوئے نیچے اتر آئے اور ان دونوں کو محبت سے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی زبانی اس واقعہ کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَخْطُبُنَا إِذْجَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَ يَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَ وَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ إِنَّمَا

---

[1] صحیح جامع ترمذی کتاب المناقب باب مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ إِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَ يَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَ رَفَعْتُهُمَا﴾[1]

''رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما آئے ان دونوں نے سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے وہ چلتے تھے اور گر پڑتے تھے (ابھی چھوٹے بچے تھے اس لئے) نبی ﷺ منبر سے اترے اور دونوں کو اٹھا لیا اور انہیں اپنے آگے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ سچ فرماتے ہیں کہ مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں لڑکوں کو چلتے ہوئے دیکھا کہ یہ گرتے تھے سو میں صبر نہ کر سکا چنانچہ میں نے اپنی بات کو کاٹا اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔''

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو حسنین رضی اللہ عنہما سے اس قدر محبت ہے کہ انہیں ٹھوکر لگے تو رسول اللہ ﷺ تڑپ اٹھتے ہیں حتی کہ اپنے منبر سے اتر کے انہیں اٹھا لیتے ہیں کہ ان کا یوں زمین پر گرنا نبی ﷺ سے برداشت نہیں ہوتا۔ کیا یہ چیز آپ ﷺ برداشت کر سکتے ہیں کہ کوئی ان کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگے۔ ان کا سر مبارک ان کے جسم سے کاٹ کر جدا کر دے ایسا برا کام کرنے والا یقیناً انتہائی بدبخت انسان ہے۔ اس کا انجام دنیا اور آخرت میں انتہائی دردناک ہوگا۔ اس کی ایک مثال ابن زیاد کو دیکھئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيْءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ بِقَضِيْبٍ فِي أَنْفِهِ وَ يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا لِمَ يُذْكَرُ قَالَ قُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾[2]

''میں ابن زیاد کے پاس تھا وہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو ابن

---

[1] صحیح جامع ترمذی کتاب المناقب باب مذکورہ

[2] جامع ترمذی کتاب و باب مذکورہ / بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیاد ان کی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہتا تھا میں نے ایسا حسن نہیں دیکھا اور یہ کیوں ذکر کیا جاتا ہے، راوی نے کہا کہ میں بولا وہ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔"

نواسۂ رسول ﷺ کو اس طرح چھڑی مارنے والے کا انجام کیا ہوا۔ حضرت عمارہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿لَمَّا جِيئَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَّ أَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحْبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُوْنَ قَدْ جَآءَ تْ قَدْ جَآءَ تْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَ تْ تَخَلَّلُ الرَّءُوْسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا قَدْ جَآءَ تْ قَدْ جَآءَ تْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا﴾[1]

"جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر مسجد میں لا کر ڈال دیئے گئے جو رحبہ نامی مقام میں تھی تو میں وہاں گیا اور لوگ اچانک کہنے لگے وہ آیا وہ آیا اور وہ ایک سانپ تھا کہ لوگوں میں سے ہو کر آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں تھوڑی دیر گھسا رہا پھر نکلا اور چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر لوگوں نے کہا کہ وہ آیا وہ آیا وہ پھر گھسا اور اس طرح تین بار یا دو بار کیا۔"

یہ عذاب ہے ایسے بندے کا جو نواسۂ رسول ﷺ کے نتھنوں کو چھڑی سے چھوتا ہے اور جو اپنی زبان کو ان کے خلاف دراز کرے کہ میری تحقیق یہ کہتی ہے اور اپنی نام نہاد تحقیق سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر کیچڑ اچھالے اس کی سزا بھی کچھ کم نہ ہوگی، اس لئے کہ

اس بات پر گواہ رب اور رسولؐ ہیں
ایمان کی ہے دلیل محبت حسینؓ کی

---

[1] صحیح الاسناد جامع ترمذی للالبانی رحمہ اللہ' کتاب المناقب باب مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے ورق کی طرح ہے بے مثال
صورت حسینؓ کی ہو کہ سیرت حسینؓ کی
اس شانِ فقر پر تو نچھاور ہیں تخت و تاج
ہے آج تک دلوں پہ حکومت حسینؓ کی
شاعر بھی کیا کہے کوئی واعظ بھی کیا بتائے
دوشِ نبی سے پوچھیے عظمت حسینؓ کی
ایمان اور یقین کی دولت کے باوجود
ہر دور میں رہی ہے ضرورت حسینؓ کی

(ماہر القادری)

حسنین رضی اللہ عنہما کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کو لمبا کر دیا

سجدہ ایک عبادت جس میں بندہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے اور ارد گرد کے ماحول سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ کے نواسوں میں سے کوئی آیا اور آپ کی پشت پر سوار ہو گیا اور کھیلنا شروع کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں سے اس قدر محبت تھی کہ سجدہ کو لمبا کر دیا تا کہ اس کے کھیل میں خلل نہ آئے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

﴿عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ، وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ، فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا قَالَ أَبِيْ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلٰى سُجُوْدِيْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةِ قَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْكَ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ﴾[1]

''حضرت عبداللہ بن شداد اپنے والد شداد بن ھاد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عشاء کی نماز ادا کرنے کیلئے ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں لاکر زمین پر بٹھا دیا پھر نماز کیلئے تکبیر فرمائی اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ نماز کے دوران نبی ﷺ نے طویل سجدہ کیا' شداد نے کہا میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ بچہ رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر سوار تھا میں پھر سجدہ میں چلا گیا جب نبی ﷺ نماز ادا فرما چکے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے نماز میں اتنا لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کوئی امر الٰہی واقع ہو چکا ہے یا آپ پر وحی کا نزول ہونے لگا ہے آپ نے فرمایا ایسی کوئی بات نہ تھی مگر یہ کہ مجھ پر میرا یہ بیٹا سوار تھا اس لئے جلدی کرنا اچھا نہ لگا جب تک کہ اس کی خواہش پوری نہ ہو۔''

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما وہ شخصیات ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبادت میں مشغول ہوں تب بھی ان سے محبت میں فرق نہیں آتا کبھی منبر سے خطبہ کی حالت میں اتر آتے ہیں اور کبھی سجدہ کو لمبا کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے نظارے دیکھے تھے اسلئے وہ بھی حسنین سے بے پناہ محبت کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں اہل بیت سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا:

﴿وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي۔﴾[2]

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے رسول

---

[1] صحیح سنن نسائی از البانی رحمہ اللہ کتاب الصلاۃ باب ھل یجوز ان تکون سجدۃ اطول من سجدۃ

[2] صحیح بخاری' فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک اپنے رشتہ داروں سے زیادہ محبوب ہے۔

میرا باپ تجھ پر قربان ہو:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حسنین رضی اللہ عنہما سے اس قدر محبت تھی کہ ایک دفعہ انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو کندھوں پر بٹھالیا اور فرطِ محبت سے فرمانے لگے:

﴿بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَا شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَ عَلِيٌّ يَضْحَكُ﴾[1]

''میرا باپ تجھ پر قربان ہو یہ نبی ﷺ کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔''

ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا اسلام ہے۔ کسی بھی صحابی کے ایمان میں شک کرنے والے بندے کے اپنے ایمان میں شک ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ سارے صحابہ نبی ﷺ کے سچے جانثار تھے۔ بلکہ قرآن حکیم میں ایمان اور اسلام میں معیار ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو رکھا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ﴾ (سورۃ بقرہ آیت ۱۳)

''جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے۔''

یہاں ایمان کیلئے ایک شرط مقرر کی ہے کہ تمہارا ایمان ان لوگوں کی طرح کا ہونا چاہئے جو نبی ﷺ پر ایمان لائے۔ اس وقت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور بلال و عمار رضی اللہ عنہما جیسے لوگ ایمان لائے تھے۔

اور وہ لوگ جن کا ایمان لوگوں کیلئے کسوٹی اور معیار ہے ان کی اہل بیت سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا:

﴿أُرْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ﴾[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما

[2] صحیح بخاری' فضائل اصحاب النبی ا باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بارے میں آپ کا لحاظ رکھو۔(یعنی ان کا احترام کرو)

اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ محبت اہل بیت جزو ایمان ہے اس محبت میں کمی درحقیقت ایمان میں کمی ہے۔

صدیقؓ عکس حُسن کمال محمدؐ است
فاروق ظل جاہ و جلال محمدؐ است
عثمان ضیائے شمع جمال محمدؐ است
حیدر بہارِ باغ خصال محمدؐ است
اسلام ما اطاعتِ خلفائے راشدین
ایمان ما محبت آل محمدؐ است

بغض حسینؓ حوضِ کوثر سے محرومی کا سبب:

روایات اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں کہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا حوض کوثر سے بھی دھتکار دیا جائے گا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿إِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَّا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ وَ عِتْرَتِيْ أَهْلُ بَيْتِيْ وَلَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا۔﴾[1]

”بے شک میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب ہے جو ایک رسی ہے آسمان سے

[1] صحیح جامع ترمذی کتاب المناقب باب مناقب اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت یعنی اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وارد ہوں گے میرے ساتھ حوض کوثر پر۔ سو دیکھو! میرے پیچھے ان کے ساتھ کیا کرتے ہو۔''

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''عقیدہ واسطیہ'' میں فرماتے ہیں اہل سنت والجماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے حقیقی محبت اور عقیدت ہے اور یہ ان کے متعلق اس وصیت کی پابندی کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر فرمائی تھی کہ

''اے لوگو! میں تمہیں اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔''

اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ قریشی لوگوں کی بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی کا ذکر کیا تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحِبُّوْکُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِیْ[1]

''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے لوگ اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور میری قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے تم سے سچی محبت نہ کریں۔''

مزید فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ إِسْمَاعِیْلَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کِنَانَةَ، وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔[2]

''اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا' کنانہ میں سے قریش کو' قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔''[3]

---

[1] صحیح جامع ترمذی ، کتاب المناقب ، باب مناقب اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم

[2] صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ،باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم............

[3] شرح عقیدہ واسطیه ، ص ۱۴۸، ۱۵۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا نبی ﷺ عرب کے بہترین خاندان میں سے سب سے بہتر انتخاب ہیں اس طرح آپ کا گھرانہ بھی منتخب گھرانہ ٹھہرا جس طرح نبی ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اسی طرح آپ کے گھر والوں سے محبت رکھنا بھی ایمان کا حصہ ہے اور آپ ﷺ نے اس دنیا سے جاتے ہوئے کتاب اللہ اور اہل بیت کی محبت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی وصیت فرمائی ان میں سے کسی ایک کی محبت سے دل کا خالی ہو جانا درحقیقت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے مترادف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ نے اسی لئے مدحتِ اہل بیت میں درج ذیل اشعار محبت وعقیدت میں ڈوب کر کہے ہیں۔

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ أَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَاصَلوٰةَ لَهُ

''اے نبی ﷺ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے تمہاری عظمت وشان کیلئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی قبول نہیں۔''[1]

ایک اور مقام پر امام شافعی رحمۃ اللہ نے محبت اہل بیت سے منہ موڑنے والوں پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے۔

لَمَّا رَأَيْتَ النَّاسَ قَدْ ذَهَبَتْ بِهِمْ
مَذَاهِبُهُمْ فِي الْبَحْرِ الْغَيِّ وَالْجَهْلِ
وَأَمْسَكْتُ حَبْلَ اللّٰهِ وَهُوَ وَلَائُهِمْ
كَمَا قَدْ أُمِرْنَا بِالتَّمَسُّكِ بِالْحَبْلِ

''جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بے شک وہ ان لوگوں کی روش پر چل رہے

---

[1] مقام حسین ویزید، حبیب اللہ قیصر، ص ۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو جہالت اور ہلاکت کے سمندر میں غرق ہیں تو میں نے اللہ کی رسی کو تھام لیا اور وہ ان (اہل بیت) کی محبت ہے جیسا کہ ہمیں اس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

اہل بیت کی محبت میں اشعار کہنا یا نثر کے انداز میں خراج عقیدت پیش کرنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی چاند کی تعریف کرے جبکہ چاند تو پہلے ہی بلند ہے اس کی اطمینان بخش چاندنی تو پہلے ہی دلوں کا سکون اور قرار ہے اور اہل بیت سے بغض کا اظہار کوئی قلم سے کرے یا زبان سے وہ چاند پہ تھوکنے کے مترادف ہے اس لئے کہ چاند پہ تھوکا جائے تو وہ چاند تک نہیں پہنچتا بلکہ اپنے ہی منہ پر گر جاتا ہے۔

دنیا میں جنت کی بشارت:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ زبان نبوت سے ان کیلئے جنتی ہونے کا اعلان ہو چکا ہے حسین رضی اللہ عنہ دنیا میں چلتے پھرتے جنتی تھے کیا اہل نظر عظمت حسین بیان کرنے کیلئے کسی ایسی شخصیت سے مقابلہ کے محتاج ہیں جس کے جنتی ہونے کا کوئی حتمی دعوی نہیں کر سکتا حسین رضی اللہ عنہ نہ صرف جنتی ہیں بلکہ جنتی مردوں کے سردار بھی ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ[1]

"جس کو پسند ہو کہ کسی جنتی مرد کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔"

حدیث کے الفاظ درحقیقت اعلانیہ کلمات ہیں کہ "جو کسی جنتی مرد کو دیکھنا چاہتا ہو حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔" یہ اعلان تا قیامت کتب احادیث میں جگمگا تا رہے گا اور

[1] مجمع الزوائد ج۹ص ۱۹۲، باب مناقب الحسین بن علی وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی ضیا پاشیوں سے عظمت اہل بیت کے دیپ جھلملاتے رہیں گے اور تعصب کی آندھیاں کبھی ان کی روشنی کو بجھا نہ سکیں گی اس لئے کہ کتب احادیث عظمت کے ان چراغوں کیلئے ایک ایسا تیل ہیں جس نے ان کی روشنی کو سدا بہار کر دیا ہے ہاں۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جس روشن الٰہ کرے

زبان چوسنے کا شرف:

یہ عظمت بھی حسین رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آتی ہے کہ انہوں نے اس زبان کو چوسا جو وحی الٰہی سے حرکت کرتی تھی جس زبان سے تھوڑا سا لعاب کڑوے کنوؤں کو میٹھا بنا دیتا تھا تھوڑے سے کھانے کو اتنا کثیر کر دیتا کہ سینکڑوں صحابہ کھانا کھا لیتے جس زبان سے نکلنے والے لعاب میں برکت ہی برکت تھی اسی زبان کو چوس کے حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی پیاس کو بجھایا تھا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ أشهدُ لَخَرَجْنَا مع رسولِ اللّٰهِ ﷺ حتّی إذا کُنَّا ببعضِ الطریقِ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الحسنَ والحسینَ وهُمَا یَبْکِیَانِ وهُمَا مع أمِّهِما فأسرعَ السَّیْرَ حتّی اَتَاهُمَا فَسَمِعْتُهُ یقولُ ماشأنُ إبْنَیَّ فَقَالَتِ العطشُ قال فأخلفَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ إلی شَنَّةٍ یَبْتَغِی فیها ماءً اوکان الماءُ یَوْمَئِذٍ إعْدَارًا والنَّاسُ یُرِیْدُوْنَ فَنَادیٰ هَلْ أحدٌ مِنکُمْ مَعَهُ مَاءٌ فَلَمْ یَبْقَ أحدٌ اِلَّااخلف بِیَدِهِ إلی کَلَامِهِ یَبْتَغِی الْمَاءَ فِی شَنِّهِ فلم یَجِدْ اَحَدٌ مِنهُمْ قَطْرَةً فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ نَاوِلِیْنِی أحَدَهُما فَنَاوَلَتْهُ إیَّاهُ مِنْ تَحْتِ الْخِدْرِ فَرایتُ بَیَاضَ ذِرَاعَیْهِمَا حِیْنَ نَاوَلَتْهُ فَاَخَذَه فَضَمَّهُ إلی صَدْرِهِ وهُوَیَضْغُو مَایَسْکُتُ فَأدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ یَمُصُّهُ حتیّ هَدَأَ أو سَکَنَ فَلَمْ یَکُنْ لَهُ بُکَاءٌ وَالآخر یَبْکِی کَمَا هُوَ ما یَسْکُتُ ثُمَّ قَالَ نَاوِلِیْنِی الآخرَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَنَاوَلَتْهُ إِيَّاه فَفَعَلَ بِه كَذٰلِكَ فَسَكَتَا فَلَمْ اَسْمَعْ لَهُمَا صَوْتًا[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں) نکلے' ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین علیہما السلام کی آواز سنی دونوں رو رہے تھے اور دونوں اپنی والدہ ماجدہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس ہی تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تیزی سے پہنچے۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا: میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیھا نے بتایا انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی لینے کے لئے مشکیزے کی طرف بڑھے۔ ان دنوں پانی کی سخت قلت تھی اور لوگوں کو پانی کی شدید ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی: کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاوؤں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر ان کو قطرہ تک نہ ملا۔ مگر ان کو قطرہ تک نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیھا سے فرمایا: ایک بچہ مجھے دیں انہوں نے ایک کو پردے کے نیچے سے دے دیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا مگر وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہا تھا اور خاموش نہیں ہو رہا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی وہ اسے چوسنے لگا حتی کہ سیرابی کی وجہ سے سکون میں آ گیا میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی' جب کہ دوسرا بھی اسی طرح (مسلسل رو رہا تھا) پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسرا بھی مجھے دے دیں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے

---

[1] طبرانی، المعجم الكبير، ٥٠٣، رقم: ٢٦٥٦، هيثمي، مجمع الزوائد، ٩/ ١٨١، ہیثمی نے اس کے رواۃ ثقہ قرار دیئے ہیں۔ مزی، تهذيب الكمال، ٦/ ٢٣١، ابن عساكر، تاريخ دمشق، ١٣/ ٢٢١، عسقلانی، تهذيب التهذيب، ٢/ ٢٩٨، شوكانی، درالسحابه في مناقب القرابه والصحابه: ٣٠٦، سيوطی، الخصائص الكبرىٰ، ١/ ١٠٦

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو بھی نبی ﷺ کے حوالے کر دیا نبی ﷺ نے اس سے بھی وہی معاملہ کیا (یعنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی) سو وہ دونوں ایسے خاموش ہوئے کہ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی''۔

غور فرمایئے! نبی کائنات ﷺ سے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا پیاس سے بلکنا برداشت نہیں ہو سکا آپ نے بے چینی کے عالم میں قافلہ میں اعلان کیا کہ کسی کے پاس پانی ہے تو حسنین کی پیاس بجھا دے پھر اپنے نواسوں کی تشنگی دور کرنے کیلئے زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی کیا میدان کربلا میں اسی حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کرنے والے شقی القلب لوگوں سے سردار دو جہاں خوش ہوں گے آہ کس قدر ظالم تھے وہ لوگ جنہوں نے نواسہ رسول کو پیاس کی شدت میں شہید کر دیا جن کے نزدیک کسی جانور کا پانی پی کر پیاس بجھالینا تو جائز تھا لیکن خانوادۂ رسول کیلئے پانی پینا جرم تھا کس قدر بدنصیب تھے وہ لوگ جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ کی تڑپتی لاش کو اپنے لئے انعام سمجھتے رہے حالانکہ تاریخ نے ہمیشہ کیلئے ان کے منہ پر کالک مل دی اور انہیں قابل نفرت افراد کا روپ دے دیا اور دوسری طرف سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو وہ عظمت دی کہ ان کی شخصیت تو ایک طرف ان کے جسم سے خون کے قطرات بھی جس سر زمین پر گرے اسے شعراء یوں خراج عقیدت پیش کرنے لگے۔

اے کربلا کی خاک، تو اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پر لاش جگر گوشۂ بتول
مظلوم کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسولؐ

(ظفر علی خانؒ)

❀❀❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کو اس وجہ سے بھی چار چاند لگ جاتے ہیں کہ انہیں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے اور صحابہ کی شخصیات صرف تاریخی حیثیت ہی نہیں رکھتیں بلکہ ان کی شخصیات شرعی حیثیت کی مالک ہیں ان سے محبت ان کا دفاع اور ان کی تعظیم سب شریعت کا حصہ ہیں مثال کے طور پر چند روایات ملاحظ فرمائیں:

ایک مُد جو کا مقام:

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَاتَسُبُّوْا أَصْحَابِیْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَکُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَابَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَانَصِیْفَهُ[1]

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔

صحابہ کا ایک مد غلہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اجر و ثواب میں اتنا بڑھ کے ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر کے بھی اس مد کو نہیں پہنچ سکتے اور مد کیا ہے علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

إِنَّ أَصْلَ الْمُدِّ مُقَدَّرٌ أَنْ یمدَّالرَّجُلُ یَدَیْهِ فَیَمْلأُ کَفَّیْهِ طَعَامًا۔[2]

”مد جنس طعام کی اس مقدار کو کہتے ہیں جسے آدمی اپنی دونوں ہتھیلیوں میں بھرتا

---

[1] اللولؤ والمرجان، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ رضی اللہ عنہم

[2] اسلامی اوزان از فاروق اصغر صارم، بحوالہ نہایہ، ۳۰۸/۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

صحابہ کو گالی دینا لعنت کا باعث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:۔

مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ۔[1]

"جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔"

صحابہ کو گالی دینے والا بندہ پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنتی آدمی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کا شمار بھی صحابہ میں ہے اور یہ بات محکم ہے کہ تابعین یا ان کے بعد آنے والے مقام و مرتبہ میں کسی ادنیٰ صحابی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے اور حسین رضی اللہ عنہ تو صحابی ہونے کے ساتھ اہل بیت سے بھی تعلق رکھتے ہیں نواسہ ء رسول بھی ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنے کی وجوہات کیا ہیں امام ذہبی رحمہ اللہ کتاب الکبائر میں لکھتے ہیں:

"صحابہؓ سے ان کے فضائل و مناقب کی بنا پر محبت کی جاتی ہے اور ان کے ساتھ محبت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے' آپ کے مشن کو تر و تازہ رکھا' آپؐ کے ساتھ ایمان لائے' آپ کو تقویت دی' اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ آپؐ کی غم خواری کی۔ تو جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اسی لیے اس نے آپ کے خدمتگاروں سے محبت کی۔ تو گویا صحابہؓ سے محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عنوان ہے اور صحابہؓ سے بغض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض کا عنوان ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ انصار کے ساتھ محبت رکھنا ایمان میں سے ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا نفاق میں سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین میں خوب سبقت کی اور دوڑ دھوپ کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کافروں کے ساتھ جس طرح ہو سکا جہاد کیا۔

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ، جلد۵، حدیث: ۲۳۴۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان میں سے ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق میں سے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا اندازہ ان کے حالات' سیرت اور کارناموں سے لگایا جاتا ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سرانجام دیئے اور آپؐ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد جو کردار ان کا رہا۔ مثلاً ایمان کی طرف سبقت کرنا' کافروں سے جہاد کرنا' دین کی نشر و اشاعت' اسلامی شعائر کا اظہار' اللہ اور اس کے پیغمبرؐ کے کلمے کی سر بلندی کے لیے کوشش' اور آپؐ کے فرائض و سنن کی تعلیم۔ اگر یہ پاکباز ہستیاں اللہ نہ بناتا تو ہم تک دین کے اصول و فروع میں سے کچھ بھی نہ پہنچ پاتا' نہ ہمیں کسی فریضے اور سنت کا پتہ چل سکتا' اور نہ ہمیں کوئی حدیث اور خبر مل سکتی۔

لہٰذا جو شخص ان کی جانب طعن و تشنیع سے کام لے اور ان کو گالی دے وہ دین سے اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ ان میں طعن ان کی برائیوں کا دل میں اعتقاد رکھنے کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور اس کا سبب ان کے متعلق سینے میں کینہ و بغض ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں جو ان کی مدح و ثنا بیان کی ہے اس کا انکار ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے متعلق تعریفی کلمات کی نفی اور انکار ہوتا ہے۔

احادیث بیان کرنے کا شرف:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ایک شرف یہ بھی حاصل ہے کہ وہ صاحب روایت صحابی ہیں کتب احادیث میں ان سے مروی احادیث ان کی عظمت کے روشن چراغ ہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح کے راویوں پر بحث کرتے ہوئے شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ ''اکمال فی السماء الرجال'' میں حرف الحاء کے ضمن میں پانچویں نمبر پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هُوَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب وَكُنِيَّتُهُ أَبُوْعَبْدِاللّٰهِ سِبطُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرِيْحَانَتُهُ وَسَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔[1]

---

[1] اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبدا للہ محمد بن عبداللہ الخطیب حرف الحاء فصل فی الصحابہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حسین سے مراد حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور ان کے پھول اور اہل جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

اسی فصل میں حاشیہ نمبر ۴ پر ہے:

قَالَ اِبْنُ حَجْرٍ فِي الْخُلَاصَةِ رَوٰى عَنْ جَدِّهِ صلى الله عليه وسلم ثَمَانِيَةَ أَحَادِيْث

''ابن حجر خلاصہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا سے آٹھ احادیث روایت فرماتے ہیں۔''

صحیح ترین سند:

کتب احادیث میں بعض حدیثیں ایسی ہیں کہ جنہیں راوی اپنے باپ اور دادا کے واسطہ سے نقل کرتا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ایک ایسی ہی حدیث کے بارے میں جس کی سند اس طرح سے چلتی ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ[1]

کے متعلق فرماتے ہیں باپ دادا کی روایت بیان کرنے والوں میں یہ سند صحیح ترین اور سب سے بلند درجہ کی ہے۔ تہذیب التھذیب میں ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا یہ قول درج ہے۔

دنیائے حدیث میں صحیح ترین سند ﴿زُهْرِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ﴾ ہے۔

اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تعلق اس سلسلہ ذھبیہ سے جڑ جاتا ہے جہاں محدثین حدثنا اور اخبرنا جیسے محبت بھرے الفاظ بول کے اپنے اساتذہ اور شیوخ کا تذکرہ کرتے ہیں،

---

[1] فتح الباری، ۳/ ۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی حضرت حسین سے روایت کرنے والوں نے یہ الفاظ استعمال کر کے عظمتِ حسین کو تسلیم کیا ہے، نمونہ کے طور پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری سے دو حدیثیں درج کر رہے ہیں۔

پہلی حدیث:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْفُسَنَا بِيَدِاللّٰهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَّضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا [1]

''امام زہری روایت کرتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اور انہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک رات رسول اللہ نے انہیں اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آواز دے کر فرمایا کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا، جب میں نے یہ کہا تو آپ لوٹ گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے سنا جب آپ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے ''وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا'' یعنی انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔''

دوسری حدیث:

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

[1] صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب تحريض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل والنوافل من غیرایجاب ......

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَارِفًا أُخْرٰى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْ خِرًا لِّأَبِيْعَهُ وَمَعِيَ صَائِغٌ مِّنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَاسْتَعِيْنَ بِهِ عَلٰى وَلِيْمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ يَاحَمْزَةُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ'' فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ إِلٰى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهُ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِّآبَائِي فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ[1]

''علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ بدر کے دن جو غنیمت کا مال ہاتھ آیا اس میں مجھے نبی ﷺ کے ساتھ ایک جوان اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی مجھے نبی نے خود عنایت فرمائی میں نے دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری آدمی کے دروازے پر بٹھایا اور میرا ارادہ تھا کہ ان پر اذخر گھاس لاد کر لاؤں اس کو بیچوں میرے ساتھ بنو قینقاع کا ایک سنار بھی تھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جو میں نکاح کرنے والا تھا اس کا ولیمہ کروں، اس وقت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اسی گھر میں شراب پی رہے تھے اور گانے والی گا رہی تھی، اس نے یہ مصرع گایا ''اٹھو حمزہ فربہ جوان اونٹنیاں'' یہ سن کر حمزہ تلوار لے کر اٹھے اُن کے کوہان کاٹ لئے ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے اور

[1] صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب بيع الحطب والكلا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلیجیاں نکال لیں، (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں واپس آیا) تو میں نے ایک ایسا منظر دیکھا جس سے میں گھبرا گیا میں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ کہہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لے کر نکلے اور میں بھی ساتھ تھا آپ حمزہ کے پاس پہنچے اور ان پر غصے ہوئے، حمزہ نے (جو نشہ کی کیفیت میں تھے) آنکھ اٹھائی اور کہنے لگے تم تو میرے باپ دادا کے غلام ہو یہ حال دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے پچھلے پاؤں لوٹے اور واپس آ گئے اور یہ واقعہ شراب حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔''

❀❀❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ چومتے رہے

بوسہ آدمی اس چیز کو دیتا ہے جو اسے پیاری ہو اور بوسہ فرط محبت کا اظہار ہے دل کے جذبات اگر زبان پر آئیں تو الفاظ کا روپ دھار لیتے ہیں اور اگر دل کی محبت ہونٹوں پر آئے تو بعض دفعہ وفور شوق میں بوسوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی محبت کا بارہا اظہار کیا مثال کے طور پر ذیل کی روایت پڑھیے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا یُکَلِّمُنِیْ وَلَا أُکَلِّمُهُ حَتّٰی أَتٰی سُوْقَ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفَنَاءِ بَیْتِ فَاطِمَةَ، فَقَالَ أَثَمَّ لُکَعُ أَثَمَّ لُکَعُ؟ فَحَبَسَتْهُ شَیْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَاءَ یَشْتَدُّ حَتّٰی عَانَقَهُ وَ قَبَّلَهُ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَ أَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُ۔[1]

''حضرت ابو ہریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دن کے کسی حصہ میں گھر سے چلے میں بھی ساتھ تھا نہ آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے اسی طرح آپ بنی قینقاع کے بازار میں آئے پھر واپس ہوئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے پھر فرمایا: (آپ نے پوچھا) وہ بچہ کہاں ہے؟ وہ بچہ کہاں ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (کسی مصروفیت کی وجہ سے) فوراً آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکیں میں نے خیال کیا ممکن ہے حسن رضی اللہ عنہ کو کرتا وغیرہ پہنا رہی ہوں یا نہلا رہی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے آپ نے ان کو سینے سے لگا لیا اور بوسہ لیا پھر فرمایا اے اللہ! اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے۔''

---

[1] اخرجه البخاری فی کتاب البیوع، باب ماذکر فی الأسواق ۳/ ۸۷، (ط الشعب) واخرجه البخاری، ایضًا فی باب: السخاب للصبیان ۷/ ۲۰۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسے کی اہمیت:

حضرت عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ يَعْنِي الْأَسْوَدَ ۔ وَيَقُولُ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ[1]

''میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے (کبھی) بوسہ نہ دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے اس پتھر کو محبت سے چوم رہے ہیں جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہونٹ مس ہوئے اور ساتھ اس بات کا اظہار بھی کر رہے ہیں

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود پہ
وگرنہ ہم مسلمانوں کا کیا رکھا ہے اس پتھر میں

اگر مسلمانوں نے اپنے نبی کو حجر اسود کا بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی بھی وہ حجر اسود کو بوسہ نہ دیتے اس لئے کہ حج بھی اطاعت مصطفیٰ کا نام ہے کیا ہمارے لئے یہی کافی نہیں کہ پیغمبر نے اپنے جن پیارے نواسوں کو بوسے دے کر ہمیں اُن سے محبت کی دعوت دی ہے ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہی اپنی تحقیق کے بکس بند کر کے اپنے دل میں حسین کی محبت کو جگہ دیں اور نبی کی خاطر اس اختلاف کو ترک کر کے کہ کون حق پر تھا اور کون نہیں تھا محبت اہل بیت کو اپنے دامن میں بھر لیں اور ان کی مدح سرائی میں اپنے قلم کو جنبش دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخوانوں میں اپنا نام لکھوالیں شاید یہی ہماری سابقہ زندگی کے تاریک دنوں کا کفارہ بن جائے۔

---

[1] صحیح بخاری' کتاب الحج ' باب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعزازات

سابقہ احادیث کے مطالعہ سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ محبوب نواسے ہیں جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار اعزازات سے نوازا ہے، یہ وہ اعزاز ہیں جو کسی اور صحابی کے حصہ میں نہیں آئے، یہ اعزاز نہ تو کوئی ان سے چھین سکتا ہے اور نہ ہی کتب احادیث سے عظمتِ حسین رضی اللہ عنہ کے ان روشن چراغوں کو بجھایا جاسکتا ہے۔

① نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین رضی اللہ عنہ کا نام خود رکھا ذیل کی روایت میں اس کا ذکر موجود ہے اور امام احمد محمد شاکر نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا وَلَدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: أَرُوْنِي اَبْنِي مَاسَمَّيْتُمُوْهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ، فَلَمَّا وَلَدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: أَرُوْنِي اَبْنِي، فَاسَمَّيْتُمُوْهُ؟ قَالَ قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ۔[1]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف اور فرمایا مجھے میرے بیٹے کی زیارت کراؤ، اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا حرب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ تو حسن ہے، اور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، چنانچہ

---

[1] الحدیث اخرجه الطیالسی فی مسنده ح:۱۲۹، والإمام احمد۱/ ۹۸، میمنیة، وبرقم ۷۶۹ط، شاکر، وقال: اسناده صحیح، والحدیث فی مجمع الزوائد۸/ ۵۲، حیث قال: رواه احمد والبزار والطبرانی ذکره ابن حبان فی الثقات، والحدیث مکرر برقم: ۹۵۳، وشبر: امیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے، میں نے کہا حرب، آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ تو حسین ہے۔"

نبی ﷺ کی جانب سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا عقیقہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ۔[1]

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقے کے دو دو دنبے ذبح کیے۔"

حسینؓ کی دعا حق و باطل کے فیصلے کا معیار:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اگرچہ واضح الفاظ میں فرمادیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّنَ۔ (احزاب:۴۰)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔"

لیکن نبی ﷺ نے خصوصی شفقت کی وجہ سے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو وہ مقام دیا جو بیٹوں کو دیا جاتا ہے، چنانچہ کتب احادیث میں یہ روایت موجود ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ۔[2]

---

[1] نسائی، السنن، ۷/ ۱۶۵، کتاب العقیقہ، رقم:۴۲۱۹، نسائی السنن الکبریٰ، ۳/ ۷۶، رقم:۴۵۴۵، سیوطی، تنویر الحوالك، ۱/ ۳۳۵، رقم:۱۰۷۱، زرقانی، شرح الموطا، ۳/ ۱۳۰، شوکانی، نیل الاوطار، ۵/ ۲۲۷، مبارکپوری، تحفة الاحوذی، ۵/ ۸۷، صنعانی، سبل السلام، ۴/ ۹۸

[2] مسلم الصحیح، ۴/ ۱۸۷۱، کتاب فضائل الصحابہ، رقم:۲۴۰۴، ←

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت مباہلہ ''آپ فرمادیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔'' نازل ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا، پھر فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل (بیت) ہیں۔''

معلوم ہوا کہ نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کے موقع پر وحی الٰہی نے حسنین رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں جیسا مقام دیا اور ان کی دعا کو حق و باطل کے فیصلہ میں مرکزی حیثیت دی۔

❀ چادرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه جَمَعَ فَاطِمَةَ وَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا ثُمَّ أَدْخَلَهُمْ تَحْتَ ثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِ بَيْتِي۔[۱]

''ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جمع فرما کر ان کو اپنی چادر میں لے لیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

☆ حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ ایسے بندے سے محبت رکھ۔

☆ دنیا سے جاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم بیش ایک لاکھ صحابہ کو مخاطب ہو کے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ''لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان کو پکڑے رکھو

← ترمذی، الجامع الصحیح، ۵/ ۲۲۵، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۲۹۹۹، احمد بن حنبل، المسند، ۱/ ۱۸۵، رقم: ۱۶۰۸

[۱] طبرانی، المعجم الکبیر، ۳/ ۵۳، رقم: ۲۶۶۳، طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳/ ۳۰۸، رقم: ۶۹۶، ابن موسیٰ، معتصر المختصر، ۲/ ۲۶۶، حاکم، المستدرک، ۳/ ۱۵۸، رقم: ۴۷۰۵، طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۲۲/ ۸، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳/ ۶۸۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے تو گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں۔"

یہاں اہل بیت کی محبت کو گمراہی سے بچاؤ کا ایک سبب قرار دے دیا۔

☆ عبادت کے دوران بھی حسین رضی اللہ عنہ کی تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت نہ ہو سکی اس لئے حسین کی خاطر دورانِ خطبہ منبر سے اُترے اور نماز کے دوران سجدہ کو لمبا کر دیا۔

نوٹ: ان سب کی تخریج پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

❀❀❀

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ اور محبتِ اہل بیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت سے محبت رکھنا ضروری سمجھتے تھے، ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے صحابہ کی اہل بیت سے محبت جھلکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ نمونہ کے طور پر چند ایک درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أُرْقُبُوْ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فِي أَهْلِ بَيْتِهِ[1]

''تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے بارے میں خیال رکھو۔''

ان الفاظ کی شرح کرتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف (ریاض الصالحین مترجم، طبع دارالسلام) میں لکھتے ہیں، اس میں اہل بیت نبوی کی محبت اور ان کی عزت وتوقیر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام ووقار کے ساتھ منسلک کر دیا ہے، یعنی جو اہل بیت کی عزت کرے گا وہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت کرنے والا شمار ہوگا اس کے برعکس جو دل عظمت اہل بیت سے خالی ہے وہ دل احترام نبوت سے خالی ہے۔[2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے اتنی محبت تھی کہ بخاری کی ایک روایت میں آتا ہے، اُن کے دور میں جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ عباس بن عبدالمطلب کے توسل سے بارش طلب کرتے اور کہتے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگا کرتے تھے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین

[2] ریاض الصالحین، جلد اوّل، باب اکرام اهل بیت رسول اللّٰہ او بیان فضلهم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رب تعالیٰ ہم پر بارش برساتا اور اب ہم نبی ﷺ کے چچا کے توسل سے تجھ سے بارش مانگتے ہیں۔ نیز ابن تیمیہ رحمہ اللہ اقتضاء الصراط میں لکھتے ہیں:

وَانْظُرْ إِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ وَضَعَ الدِّیْوَانَ، وَقَالُوْا لَہٗ: یَبْدَأُ أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِنَفْسِہٖ، وَقَالَ: لَا! وَلٰکِنْ ضَعُوْا عُمَرَ حَیْثُ وَضَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، فَبَدَأَ بِأَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَنْ یَلِیْھِمْ، حَتّٰی جَاءَ تْ نَوْبَتُہٗ فِیْ بَنِیْ عَدِیٍّ، وَھُمْ مُتَأَخِّرُوْنَ عَنْ أَکْثَرِ بُطُوْنِ قُرَیْشٍ۔[1]

”اور دیکھو کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف کا رجسٹر تیار کیا تو لوگوں نے کہا: امیر المومنین! سب سے پہلے آپ اپنا نام لکھیں، آپ نے فرمایا: نہیں، عمر کو وہیں رہنے دو جہاں اسے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے، پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے نام لکھے۔ پھر ان قبائل کے جو آپ ﷺ کے قبیلہ سے قریب تھے۔ قریش کے اکثر قبائل لکھے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو عدی کا نمبر آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا نام ان میں لکھا۔“

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

فاتح مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کعبۃ اللہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان الفاظ میں اپنی محبت کا اظہار کیا:

ھٰذَا أَحَبُّ أَھْلِ الْأَرْضِ إِلٰی أَھْلِ السَّمَاءِ الْیَوْمَ۔[2]

”اہل زمین میں سے آسمان والوں کے ہاں سب سے زیادہ محبوب یہ (حسین رضی اللہ عنہ) ہیں۔“

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ ہیں جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ

---

[1] اقتضاء الصراط المستقیم، مخالفۃ اصحاب الجحیم۔ ۱۹۸

[2] سیر اعلام النبلا ج ۳ ص ۲۸۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے برسرِ پیکار رہے، لیکن اعترافِ عظمت ہے کہ اہل زمین میں حسین رضی اللہ عنہ کو سب سے بڑھ کر محبوب قرار دے رہے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محبت:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابونعم فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حالتِ احرام میں مکھی مارنے کا کیا حکم ہے، اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا إِبْنَ إِبْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔[1]

''عراق والے مکھی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ (اس کو قتل کرنا کیسا ہے؟) حالانکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں نواسوں کی نسبت فرمایا تھا یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر چاہتے تو سوال کے مطابق جواب دے دیتے لیکن ان کا دل حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر تڑپ رہا تھا اور عراقیوں کے اس مذموم فعل پر وہ غم وغصہ سے بھرے ہوئے تھے، جب ان سے سوال کیا گیا تو حب اہل بیت نے جوش مارا اور وہ ضبط نہ کر سکے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ناراضگی قاتلین حسین کے منہ پر کسی طمانچہ سے کم نہیں۔

❀❀❀

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کو میں اپنی کتاب کا مضمون نہیں بنانا چاہتا اس لئے کہ شہادتِ حسین پر بعض نام نہاد تحقیق نگاروں اور ناقدین نے اپنے قلم تیشے کی صورت میں استعمال کر کے عظمتِ حسین کی بلند عمارت میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کی ہے، اسی طرح بعض افسانہ نگاروں نے اسے دیومالائی داستانوں میں بدل دیا ہے، تاریخ کے چہرے سے گرد غبار جھاڑ کے بوسیدہ کتابوں کے ذریعہ حقائق تک پہنچنا لمبی تفصیل کا متقاضی ہے۔ اس لئے ''شہادتِ حسین'' پر بندہ احقر الگ سے ایک کتاب لکھنا چاہتا ہے لیکن چونکہ شہادت کے بغیر کتاب نامکمل رہتی ہے اس لئے شہادت حسین سے متعلقہ چند احادیث نقل کر کے آخر میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا ایک مختصر اور جامع مضمون نقل کر دیں گے تاکہ کسی حد تک تشنگی دور ہو سکے۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی خبر عالم بیداری میں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کے عالم میں جبریل امین کے ذریعہ مطلع کیا گیا کہ آپ کے نواسے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب کرنے پر جبریل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقتلِ حسین رضی اللہ عنہ کی مٹی بھی لا کر دی کہ یہ سرزمین کربلا کی مٹی ہے جہاں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر کا ناحق خون بہایا جائے گا، جہاں آپ کی محبتوں کا مرکز و محور پیاس سے تڑپتا ہوا نیزوں کا مقابلہ کرے گا، اس ضمن میں چند روایات درج ہیں۔

ابو عبداللہ فرات کے کنارے صبر کرنا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذَى نِيْنَوٰى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى صِفِّيْنَ فَنَادٰى عَلِيٌّ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصْبِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قُلْتُ: وَمَاذَا؟ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيْضَانِ، قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ أَغْضَبَكَ أَحَدٌ، مَاشَأْنُ عَيْنَيْكَ، تَفِيْضَانِ؟ قَالَ: بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيْلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا[1]

''حضرت عبداللہ بن نجی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی کیلئے وضو کے پانی کا اہتمام کیا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا تو جب وہ صفین کی جانب چلتے ہوئے نینوی کے مقام پر پہنچے تو بلند آواز سے پکارنے لگے، اے ابو عبداللہ صبر کرنا، اے ابوعبداللہ فرات کے کنارے صبر کرنا، میں نے عرض کیا، یہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ! کسی نے آپ کو ناراض کیا ہے؟ آپ کی آنکھوں کا آنسو برسانے سے کیا حال ہو رہا ہے، آپ نے فرمایا: کیوں نہیں تھوڑی دیر پہلے جبریل میرے پاس سے اٹھے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں وہاں کی مٹی آپ کو سونگھا سکتا ہوں، میں نے کہا: ہاں تو جبریل امین نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی مٹی پکڑ کے مجھے دے دی، پس میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا اور وہ بہہ پڑھیں۔''

دوسری روایت میں ہے:

---

[1] اخرجه الإمام احمد فی مسنده ۱/ ۸۵ (میمنیة) وبرقم: ۶۴۸، (ط۔شاکر) وقال: اسناده صحیح، واشار الهیثمی الیه فی مجمع الزوائد ۹/ ۱۸۷، وقال: رواه احمد و ابویعلیٰ والبزار والطبرانی، ورجاله ثقات، ولم ینفرد نُجَیّ بهذا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِي: اِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُولٌ، وَإِنْ شِئْتَ اَرَيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْاَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا، قَالَ: فَأَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ۔[1]

"میرے گھر میں ایک ایسا فرشتہ داخل ہوا جو میرے ہاں پہلے کبھی نہیں آیا، اس نے بتایا کہ بلاشبہ تمہارا یہ بیٹا حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیا جائے گا، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی دکھا دیتا ہوں، جہاں اسے قتل کیا جائے گا، چنانچہ اس نے کچھ سرخ مٹی نکال کے دے دی۔"

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے تھے، ۶۱ھ کے ماہ محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دور کے متعلق بھی متعدد روایات ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

میری امت کی ہلاکت چند بے وقوف جوانوں سے:

عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَكَةُ اُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ لَوْشِئْتُ اَنْ اَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ اَخْرُجُ مَعَ جَدِّي اِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مَلَكُوا بِالشَّامِ فَإِذَا رَاٰهُمْ غِلْمَانًا اَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰى هٰؤُلَاءِ اَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا اَنْتَ اَعْلَمُ۔[2]

"عمرو بن سعید نے کہا مجھ سے میرے دادا (سعید) نے بیان کیا میں مسجد نبوی

---

[1] اخرجه الإمام احمد فی مسنده ۶/ ۲۹۴، سلسلة احادیث صحیحه ۲/ ۸۲۲

[2] صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هلاك امّتی علی یدی اغیلمة سفهاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مدینہ میں ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھا تھا اور مروان بھی وہیں تھا، اتنے میں ابوہریرہؓ نے کہا میں نے پیغمبر سے سنا جو سچے تھے اور اللہ نے اُن کو سچا کیا تھا، آپ فرماتے تھے، قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ میری امت تباہ ہوگی، مروان نے کہا: اللہ اُن پر لعنت کرے چھوکروں کے ہاتھ سے؟ ابوہریرہؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو اُن کے نام بیان کردوں، فلاں کے بیٹے، فلاں کے بیٹے، عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کے پاس جایا کرتا، جب وہ شام کے ملک میں حاکم بن گئے تھے، میرے دادا جب ان کم عمر لڑکوں کو دیکھتے تو کہتے شاید یہ چھوکرے بھی اس حدیث میں داخل ہوں، ہم لوگ کہتے تم جانو۔‘‘

علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں تیسر الباری میں لکھتے ہیں: آپ کے فرمانے کا مطلب ہے چھوکروں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے، آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی جب مسلمانوں کے سردار امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، جن سے اسلام کی زینت تھی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی، بہت سے صحابہ اور تابعین کو مدینہ میں آ کے شہید کر دیا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت کتاب العلم میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه علیه وسلم وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْبَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْبُلْعُوْمُ مَجْرَی الطَّعَامِ۔[1]

’’ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو تھیلے سیکھے، یعنی دو طرح کے علم حاصل کئے ایک کو میں نے (لوگوں میں) پھیلا دیا اور

---

[1] صحیح بخاری شریف، کتاب العلم، باب حفظ العلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ میرا بلعوم کاٹ ڈالا جائے۔"

امام بخاریؒ نے فرمایا بلعوم زخرہ ہے جس سے کھانا اترتا ہے۔

دوسری قسم کا علم جس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اسے بیان کردوں تو میری شہہ رگ کو کاٹ دیا جائے اس کی وضاحت میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِهِ عَلَى الصَّحِيْحِ مِنْ أَقْوَالِ الْعُلَمَآءِ عِلْمُ الْفِتَنِ وَالْوَاقِعَاتِ الَّتِيْ وَقَعَتْ بَعْدَ وَفَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامِ مِنْ شَهَادَةِ عُثْمَانَ وَشَهَادَةِ الْحُسَيْنِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَكَانَ يَخَافَةَ فِي إِفْشَائِهَا وَتعين اسْمَآء أَصْحَابِهَا مِنْ غِلْمَان بَنِيْ اُمَيَّةَ وَفتيَاتِهِمْ۔[1]

"اقوال علماء میں سے صحیح قول کے مطابق اس سے مراد، ان فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان واقعات کے افشاء کرنے اور ان فتنہ گروں کے ناموں کے بتانے سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے لونڈے اور ان کی نوخیز نسل اس سے برہم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔"

میدانِ کربلا میں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تعلق چونکہ خانوادہ نبوت سے تھا اس لئے ہمت و پامردی اور صبر وضبط جیسی صفات ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں یہی وجہ ہے کہ میدان کربلا میں انہوں نے بڑے بڑے صدمے سینے پر پہاڑ کی طرح برداشت کر لئے، ہاں فرات کے کنارے غم والم کے بادل تھے جو اس لٹے پٹے قافلے پر برس رہے تھے، ظلم کے تیر تھے جو قلب وجگر میں پیوست ہو رہے تھے مگر اس دہکتے الاؤ میں خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی کیسی

[1] شرح تراجم ابواب البخاری باب مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسی مثالیں رقم کیں، آیئے پڑھیے:

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی تحریر

میدان کربلا میں صبر واستقامت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھو کہ کس طرح انہوں نے سخت سے سخت مصائب کے وقت صبر واستقامت، رضاء وتوکل اور رجوع وانابت الی اللہ کا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔

پہلا واقعہ:

سب سے پہلے سفر عراق میں جاتے ہوئے جب ''زرود'' مقام پر آپ پہنچے اور آپؓ کو اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کے متعلق اطلاع ملی کہ عبیداللہ بن زیاد گورنر کوفہ نے اسے قتل کر دیا ہے، تو کیا آپ نے جزع وفزع کا اظہار کیا؟ نہیں بلکہ آپ نے سنا تو بار بار یہی پڑھتے رہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اور یہی قرآن کریم نے اہل صبر کی تعریف میں فرمایا ہے:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ (البقرة: ۱۵۵، ۱۵۶)

''صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو یہ لوگ ہیں جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

دوسرا واقعہ:

جس وقت ابن زیاد کی بھیجی ہوئی فوجوں نے جو ہزار ہا کی تعداد میں تھیں، آپؓ پر اور آپ کے رفقاء پر حملہ کیلئے اقدام کیا۔ اس وقت حضرت امام کے رفقاء کی تعداد کل ۷۲ تھی اور دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں دشمن تھا۔ موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس وقت بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے صبر وتوکل اور اعتماد علی اللہ کا کیسا ثبوت پیش کیا؟ اس وقت کی دعا یہ تھی "الٰہی ہر مصیبت میں تو ہی میرا ملجا و ماویٰ ہے۔ ہر تکلیف میں تجھی پر اعتماد و توکل ہے۔ کتنی مصیبتیں پڑیں کہ تدبیر نے جواب دے دیا۔ دوست نے بے وفائی کی۔ دشمن نے خوشیاں منائیں۔ مگر میں نے تجھ ہی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے تو ہی احسان والا اور ہر نعمت کا مالک ہے۔"

تیسرا واقعہ:

جب جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے تو حضرت حسین اس سے چند منٹ پیشتر اپنے خیمہ میں تشریف لاتے ہیں۔ حضرت زینبؓ کو فرماتے ہیں سب اہل بیت کو جمع کرو۔ سب حاضر ہوتے ہیں، تو آپ ان سب کو مخاطب کر کے یہ وصیت فرماتے ہیں:

أُوصِيكُنَّ إِذَا أَنَا قُتِلْتُ فَلَا تَشَقَّقْنَ عَلَيَّ جَيْبًا وَلَا تَلْطُمْنَ عَلَيَّ خَدًّا وَلَا تَخْدَشْنَ عَلَيَّ وَجْهًا۔

"تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میں جس وقت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں تو میرے ماتم میں نہ گریبان چاک کرنا، نہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارنا، نہ اپنے منہ کو زخمی کرنا۔"

چوتھا واقعہ:

جس وقت حضرت حسین میدان کربلا میں قاسم بن حسن کی لاش کو اٹھا کر اپنے خیمہ کے سامنے لائے اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹا دیا تو اہل بیت کے رونے کی آوازیں آپ کو سنائی دیں، آپ نے اس وقت بھی یہی ارشاد فرمایا:

صَبْرًا يَا أَهْلَ بَيْتِي، صَبْرًا يَا أَبْنَا عُمُومَتِي، لَا رَأَيْتُمْ هَوَانًا بَعْدَ ذٰلِكَ۔

"اے اہل بیت صبر کرو، اے چچاؤں کی اولاد صبر کرو، اس کے بعد تمہیں کوئی ذلت اور تکلیف آنے والی نہیں۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں واقعہ:

جس وقت حضرت حسن کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے اپنے چچا امام حسین پر تلوار کے وار کو روکا تو ان کا داہنا ہاتھ شانہ سے کٹ کر جدا ہو گیا، تو حضرت امام نے اپنے خاندان کے اس نوجوان کو اپنی چھاتی سے لگایا اور فرمایا:

اِصْبِرْ عَلٰى مَانَزَلَ بِكَ وَاحْتَسِبْ فِيْ ذٰلِكَ الْخَيْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُلْحِقُكَ بِاٰبَآئِكَ الصَّالِحِيْنَ۔

''بھتیجے! جو مصیبت اس وقت تم پر آئی ہے، اس پر صبر کرو اور اس پر اللہ سے ثواب کے امیدوار رہو، اب بہت جلد اللہ تم کو تیرے صالح باپ دادوں سے ملا دے گا۔''

چھٹا واقعہ:

میدانِ کربلا کے سارے واقعات کو لکھنا اور ان میں حضرت حسین کا اسوۂ حسنہ دیکھنا تو زیادہ تفصیل کا طالب ہے۔ اب آخر میں آپ خود حضرت امام کے واقعہ شہادت کو دیکھئے کہ جب آپ کا جسم زخموں سے سے چور ہو گیا اور آپ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ تو اس وقت بھی فاطمہؓ کی گود میں پرورش پانے والے، رسول اللہ کے کندھے پر سواری کرنے والے، نوجوانانِ جنت کے سردار حسین بن فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے منہ سے اگر کچھ کلمات نکلے تو یہی نکلے:

صَبْرًا عَلٰى قَضَائِكَ يَارَبِّ لَآ اِلٰهَ سِوَاكَ

''تیرے فیصلہ پر میں صابر اور راضی ہوں۔ اے میرے رب! تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔''[1] (مولانا داؤد غزنویؒ کا مضمون ختم ہوا)

قتلِ حسین رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کو تکلیف پہنچی:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا اتنا برا فعل تھا کہ جس سے نہ صرف ایمان والوں کے

---

[1] اسوہ حسین رضی اللہ عنہ، از سید محمد داؤد غزنوی، صفحہ ۲۸ تا ۳۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں پر چھریاں چل گئیں بلکہ پیغمبر کائنات ﷺ نے بھی اس پر اذیت محسوس کی، جس کا اندازہ مشکوٰۃ المصابیح کی درج ذیل روایت سے ہوتا ہے اور محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ، اَشْعَثَ اَغْبَرَ، بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ: بِأَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا هٰذَا؟ قَالَ: ﴿هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ، وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ﴾ فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ۔[1]

''ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال پراگندہ تھے، جسم غبار آلود تھا، آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی، جس میں خون تھا، میں نے تعجب سے عرض کیا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ حسینؓ اور اس کے رفقاء کا خون ہے اور میں آج صبح سے اس کو اٹھا رہا ہوں۔ (ابن عباسؓ کہتے ہیں) میں نے اس تاریخ کو محفوظ رکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ حسینؓ اسی وقت قتل کیے گئے تھے۔''

مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ مترجم مشکوٰۃ میں اس روایت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ یہاں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر رنج و تکلیف ہوئی اس کا حال دریافت کرکے عالم ارواح میں آپ کو رنج ہوا اور مغموم ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ عبیداللہ بن زیاد، عمرو بن سعد، شمر اور خولی وغیرہ مردودوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رنج پہنچایا، پس مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی حرکت نہ کرے جس سے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل باب مناقب اهل بيت النبی الفصل الثالث، حدیث :۶۱۸۱، وصححه الالبانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت کے اہل بیت کو دنیا میں یا آخرت میں رنج پہنچے۔''[1]

حسین رضی اللہ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس حال میں شہید کئے گئے کہ اپنے وطن سے دور غریب شہر تھے، معصوم بچوں کو اپنے سامنے کٹتے ہوئے دیکھ رہے تھے، پیچھے خیموں میں بے بس عورتیں لاچاری کی تصویر بنی کھڑی تھیں، اس کے باوجود حضرت حسین رضی اللہ عنہ بے دریغ لڑے اور کیفیت یہ تھی:

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسینؓ پر
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسینؓ پر
یہ دکھ نبیؐ کی گود کے پالے حسینؓ پر
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسینؓ پر
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا
گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

مشہور مؤرخ اکبر نجیب آبادی تاریخ اسلام کی جلد دوم میں لکھتے ہیں:

''حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تنہا رہ جانے کے باوجود جس بہادری و جواں مردی کے ساتھ دشمنوں پر حملے کئے ہیں ان حملوں کی شان دیکھنے والا ان کے ہمراہیوں میں سے کوئی نہ تھا، مگر عمرو بن سعد اور شمر ذی الجوشن آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ہم نے آج تک ایسا بہادر و جری انسان نہیں دیکھا، اس غم کی داستان اور روح کو مضمحل کر دینے والی کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جسم پر پینتالیس زخم تیر کے تھے مگر آپ برابر دشمنوں کا مقابلہ کئے جا رہے تھے۔ ایک دوسری روایت کے موافق ۳۳ زخم نیزے کے اور ۴۳ زخم تلوار کے تھے اور تیروں کے زخم ان کے علاوہ تھے۔ شروع میں آپ گھوڑے پر سوار ہو کر حملہ آور ہوتے رہے تھے لیکن جب گھوڑا مارا گیا تو پھر پیدل لڑنے

---

[1] مشکوٰۃ مترجم، اسماعیل سلفی، کتاب و باب مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے۔ دشمنوں میں کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ حضرت حسین میرے ہاتھ سے شہید ہوں بلکہ ہر شخص آپ کے مقابلہ سے بچتا اور طرح دیتا تھا۔ آخر شمر ذی الجوشن نے چھ شخصوں کو ہمراہ لے کر آپ پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک نے شمشیر کا ایسا وار کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بایاں ہاتھ کٹ کر الگ گر پڑا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس پر جوابی وار کرنا چاہا لیکن آپ کا داہنا ہاتھ بھی اس قدر مجروح ہو چکا تھا کہ تلوار نہ اٹھا سکے، پیچھے سے سنان بن انس نخعی نے آپ کے نیزا مارا جو شکم سے پار ہو گیا...... آپ نیزے کا یہ زخم کھا کر گرے، اس نے نیزہ کھینچا اور اس کے ساتھ ہی آپ کی روح بھی کھنچ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس کے بعد شمر نے یا شمر کے حکم سے کسی دوسرے شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر جسم سے جدا کیا۔[1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ایک طشت میں رکھ کر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا یہ وہ سر تھا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چوما کرتے تھے اور اپنی چادر میں چھپا لیا کرتے تھے جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل کا ٹکڑا اور علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا قرار تھا۔ مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حمید بن مسلم (جو خولی بن یزید کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ میں لایا تھا) روایت کرتا ہے کہ حضرت حسین کا سر ابن زیاد کے روبرو رکھا گیا، مجلس حاضرین سے لبریز تھی، ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، چھڑی آپ کے لبوں پر مارنے لگا۔

جب اس نے بار بار یہی حرکت کی تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ صحابی چلا اٹھے۔ ان لبوں سے اپنی چھڑی ہٹا لے قسم اللہ کی میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ مبارک ان ہونٹوں پر رکھتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے تھے" یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگے، ابن زیاد خفا ہو گیا، اللہ تیری آنکھوں کو رلائے واللہ اگر بوڑھا ہو کر سٹھیا نہ گیا ہوتا تو ابھی تیری گردن مار دیتا۔"

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے مجلس سے چلے گئے، اے عرب کے لوگو! آج کے بعد

---

[1] تاریخ اسلام، اکبر شاہ نجیب آبادی، صفحہ ۷۰، طبع الفیصل، اردو بازار، لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تم غلام ہو! تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا۔ ابن مرجانہ (یعنی عبیداللہ) کو حاکم بنایا وہ تمہارے نیک انسان قتل کرتا اور شریروں کو غلام بناتا ہے تم نے ذلت پسند کر لی اللہ انہیں مارے جو ذلت پسند کرتے ہیں۔“[1]

یہی واقعہ جامع ترمذی کے اندر ان الفاظ میں منقول ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيْءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ بِقَضِيْبٍ فِي أَنْفِهِ وَ يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا لِمَ يُذْكَرُ قَالَ قُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾[2]

”میں ابن زیاد کے پاس تھا وہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو ابن زیاد ان کی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہتا تھا میں نے ایسا حسن نہیں دیکھا اور یہ کیوں ذکر کیا جاتا ہے' راوی نے کہا کہ میں بولا وہ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔“

عبیداللہ بن زیاد کا انجام بد:

تاریخ میں مختار بن عبیدہ بن مسعود ثقفی کا ایک کردار ملتا ہے، یہ یزید کے بعد ایک فتنہ کی شکل میں نمودار ہوا، اس نے اپنے بے شمار معتقد پیدا کرنے کے بعد عجیب وغریب عقائد وضع کر کے اپنی روحانی قوتوں کا اعلان کر دیا۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ نجیب آبادی، جلد دوم، ص ۱۱۲)

اگرچہ یہ خود ایک گمراہ آدمی تھا تاہم اس کے ہاتھوں عبیداللہ بن زیاد قتل ہوا اس کی فوج نے عبیداللہ بن زیادہ کا سر کاٹ کے کوفہ میں اس کی جانب روانہ کر دیا، نواسہ رسول

[1] انسانیت موت کے دروازے پر، ابوالکلام آزادؒ صفحہ ۱۱۵؍ ۱۱۶ طبع مکتبہ محمدیہ

[2] جامع ترمذی کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی رضی اللہ عنہ / بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو چھڑی مارنے والے کا سر کس عبرت کا نمونہ بنا ذیل میں جامع ترمذی کی روایت پڑھیے، حضرت عمارہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿لَمَّا جِيئَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَّ أَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحْبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَ تْ قَدْ جَاءَ تْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَ تْ تَخَلَّلُ الرَّءُوْسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا قَدْ جَاءَ تْ قَدْ جَآئَتْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا﴾[1]

"جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر مسجد میں لا کر ڈال دیئے گئے جو رحبہ نامی مقام میں تھی تو میں وہاں گیا اور لوگ اچانک کہنے لگے وہ آیا وہ آیا اور وہ ایک سانپ تھا کہ لوگوں میں سے ہو کر آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں تھوڑی دیر گھسا رہا پھر نکلا اور چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر لوگوں نے کہا کہ وہ آیا وہ آیا وہ پھر گھسا اور اس طرح تین بار یا دو بار کیا۔"

گویا وہ سانپ زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتلو! تمہارے چہروں پر لعنت بھیجتا ہوں، تمہاری سزا یہی ہے کہ تم مرنے کے بعد بھی لوگوں کے لئے تماشۂ عبرت بن جاؤ، تمہارا نام بھی لوگ نفرت و حقارت سے لیں گے اور حسین رضی اللہ عنہ سے غیر مسلم بھی یوں محبت کا اظہار کریں گے۔

❀❀❀

---

[1] صحیح الاسناد جامع ترمذی للالبانی رحمہ اللہ' کتاب المناقب باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبتِ اہل بیت میں ڈوبی ہوئی ایک تحریر

ہمارا یقین ہے کہ اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے، محبوب سے محبت کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ اس کی محبوب چیزیں ہمیں بھی دل و جاں سے پیاری ہوں، حسن و حسین رضی اللہ عنہما پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسے ہیں، ان سے محبت بھی ایسی ہی ہونی چاہیے کہ جو قلب و جگر کی گہرائیوں تک اتر جائے، ذیل میں ہم پروفیسر ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کی ایک تحریر درج کررہے ہیں جس کا ایک ایک حرف حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی محبت سے مہکتا ہوا پھول دکھائی دیتا ہے اور پھولوں کا یہ گلدستہ اُن قارئین کی خدمت میں ہدیہ ہے، جن کے دل و دماغ میں حبِ اہل بیت کی خوشبو بسی رہتی ہے۔ اور یہ محبت ان کی زبان اور ان کے قلم سے جھلکتی رہتی ہے۔

سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کی تحریر:

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو جو انہیں محبوب تھا، ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں۔ جن جن سے انہیں تعلقِ خاطر تھا ہم بھی ایک قلبی رابطہ ان سے محسوس کریں اور ان کا ادب و احترام ان کی تعظیم و توقیر جی کی گہرائیوں میں محسوس کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری محبت میں نقص ہے اور ہزار ہم محبِ رسول ہونے کا دعویٰ کریں اگر یہ کیفیت نہیں ہے تو یہ حبِ رسول محض ایک فریبِ نفس ہے۔ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اس کی خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے، جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ایک عاشق نے کہا:

"اے گل بتو خورسندم تو بوئے کسے داری"

اے پھول اس لئے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے یار کی خوشبو آتی ہے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر کے در و دیوار پر پیار آتا ہے جن میں محبوب نے زندگی بسر کی ہو۔قیس عامری کہتا ہے:

امر علی الدیار دیار لیلی اقبل ذالجدار وذا الجدارا
وما حبُّ الدیار شغفن قلبی ولاکن حبُّ من سکن الدیارا

''میں لیلیٰ کے گھروں گھروں کے پاس سے گزرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کچھ ایسی بات نہیں کہاں گھروں کے پتھروں اور اینٹوں پر میں ریجھا ہوا ہوں، نہیں یہ تو اس کی محبت کا تقاضا ہے جو ان گھروں میں رہتا ہے۔''

وہ راہیں جن سے یار گزرتا ہے، ان راہوں پہ پیار آتا ہے۔

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر وگل
جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

قیس عامری کہتا ہے:

من آل لیلی واین لیلی

لیلیٰ اب کہاں ہے۔لیلیٰ کے بچوں کے چہروں میں سے لیلیٰ کی جھلک دیکھتا ہوں۔
یہ محبت کی عام واردات ہیں۔محبت تو جہاں بھی ہوگی، اس کے برگ و بار یہی ہیں۔ان کیفیتوں کا حال صحابہ کرامؓ سے پوچھو۔آپ ﷺ کے وضوء سے جو پانی بچ جاتا، صحابہ اس پر جھپٹ پڑتے۔صحابہ اسے تبرکاً اور تیمنا جسم پر ملتے تھے۔آپ کا لعاب مبارک صحابہ کے ہاتھوں پر گرتا تھا، آپ حجامت کرواتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا آپ کے گرد ہجوم ہوتا تھا اور آپ کے بالوں کو سر سے اترتے ہی اچک لیتے تھے۔[1]
پس اس ذات اطہر واقدس کی محبت کا ایک بدیہی تقاضا ہے کہ اہل بیت سے محبت ہو، جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] کتاب الوضو باب استعمال فضل الوضو، انسائی کتاب الطھارة، باب الانتفاع بفضل الوضوء ہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، کتاب الفضال باب فی قرب النبیؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احبونی لحب اللہ، واحبّوا اھل بیتی لحبی۔ (ترمذی)

''اللہ کی محبت کی بناء پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بناء پر میرے گھرانے کے افراد سے محبت کرو۔''

پھر گھرانا بھی وہ کہ خود اللہ آخری صحیفہ آسمانی میں ان سے خطاب کرتا ہے اور ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے:

انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (الاحزاب:۳۳)

''اے پیغمبرؐ کے گھر والو! اللہ کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دور کر دے اور تمہیں ایسا پاک صاف کر دے جیسا کہ پاک صاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔''

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ برس اور بعض روایتوں کے مطابق سات برس تھی۔ البدایہ والنہایہ میں ہے:

کان الصدیق یکرمہ ویعظمہ وکذالک عمرؓ وعثمان

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا احترام کرتے تھے اور ان کی تعظیم بجالاتے تھے اور یہی حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔''

صحابہ کرام کو جو محبت اور عقیدت حضرت حسنؓ اور حضرت حسین سے تھی، اس کا سرچشمہ وہ ہی محبت اور والہانہ شیفتگی تھی جو صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے تھی۔

اک بات اس میں پائی تھی شوخیِ یار کی
ہم نے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ

پس جس گھرانے کی محبوبیت کا یہ عالم ہو، اس کی محبت اور یاد میں جو صبحیں اور شامیں بسر ہو جائیں، حاصل عمر رائیگاں ہیں۔ ان کی مدح و توصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں کم ہیں۔ ان کی یاد روح کی پاکیزگی اور دل کی طہارت کا ساماں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

ساتھیو! اپنے حریم دل میں جھانک کر دیکھو۔ اگر اس میں اہل بیت کی محبت اور بالخصوص حسینؓ بن فاطمہؓ کی محبت نہیں پاتے ہو تو تم یقین کرو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمہاری محبت بھی محض فریبِ نفس ہے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ آپ کا پسینہ، آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی، آپ کے موئے مبارک حتیٰ کہ آپ کا لعابِ دہن بھی انہیں عزیز تھا، پھر آہ صد ہزار آہ حرماں اگر تم اپنے سینوں کو حسین بن فاطمہ بنت محمد ﷺ کی محبت و تعظیم سے خالی پاتے ہو، یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے۔ تم یقین کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اگر تمہارے رگ و پے میں اُتر جائے تو تم ان کے غلاموں کے غلاموں کا بھی ادب کرو۔

آہ! یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہِ رسالت، اس جگر گوشہ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں، وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان واسلام کی معرفت حاصل ہوئی، تم کو کیا ہوا کہ تم ان ہی کی عیب چینیاں کرتے ہو۔ پھر اس عیب چینی اور خوردہ گری کے لئے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور ابن زیاد نے اہل بیت کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے اور اہل بیت میں سے بھی تھے، وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے۔ وہ صرف اہل بیت ہی سے نہ تھے محبوبِ بارگاہِ رسالت تھے۔ پس حضرت حسینؓ کی شان میں گستاخی، ان کی تنقیص، ان کے بارے میں سوءِ ادب سراسر موجب حرماں ہے۔

از اللہ خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب[1]

[1] قربت کی راھیں، از سید ابوبکر عزنوی رحمہ اللہ، صفحہ ۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے قلم سے:

دنیا میں انسانی عظمت وشہرت کے ساتھ حقیقت کا توازن بہت کم قائم رہ سکتا ہے، یہ عجیب بات ہے کہ جو شخصیتیں عظمت وتقدس اور قبول وشہرت کی بلندیوں پر پہنچ جاتی ہیں، دنیا عموماً تاریخ سے زیادہ افسانہ اور تخیل کے اندر انہیں ڈھونڈنا چاہتی ہیں، اسی لئے فلسفہ تاریخ کے بانی اوّل ابن خلدون کو یہ قاعدہ بنانا پڑا کہ جو واقعہ دنیا میں جس قدر زیادہ مقبول ومشہور ہوگا اتنی ہی افسانہ سرائی اسے اپنے حصار تخیل میں لے لے گی۔ ایک مغربی شاعر گوئٹے نے یہی حقیقت ایک دوسرے پیرایہ میں بیان کی ہے وہ کہتا ہے کہ انسانی عظمت کی حقیقت کی انتہا یہ ہے کہ افسانہ بن جائے۔

تاریخ اسلام میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت جو اہمیت رکھتی ہے محتاج بیان نہیں، خلفائے راشدین کے عہد کے بعد جس واقعہ نے اسلام کی دینی سیاسی اور اجتماعی تاریخ پر سب سے زیادہ اثر ڈالا وہ ان کی شہادت کا عظیم واقعہ ہے، بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے کسی الم ناک حادثہ پر نسل انسانی کے اس قدر آنسو نہ بہے ہوں گے۔ جس قدر اس حادثہ پر بہے ہیں، تیرہ سو برس کے اندر تیرہ سو محرم گزر چکے ہیں اور ہر محرم اس حادثہ کی یاد تازہ کرتا رہا، حسین رضی اللہ عنہ کے جسم خونچکاں سے دشت کربلا میں جس قدر خون بہا تھا، اس کے ایک ایک قطرہ کے بدلے دنیا اشک ہائے ماتم والم کا ایک ایک سیلاب بہا چکی ہے۔[1]

سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے قلم سے:

جن کے احترام کو قائم رکھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہو:

وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَ عَلَى الْحَوْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْا فِيْهِمَا۔

(ترمذی)

''دیکھو! کتاب اللہ اور میری اولاد (اہل بیت) دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں، پس خیال رکھنا کہ

---

[1] انسانیت موت کے دروازے پر، ص ۸۷، ناشر مکتبہ محمدیہ، ساہیوال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بعد تم ان سے کس طرح کا سلوک کرتے ہو۔"

پس جس خاندانِ نبوت کی محبوبیت اور محمودیت کا یہ مرتبہ ہو اس کی محبت میں جتنی بھی گھڑیاں کٹ جائیں اور جتنی بھی راتیں آنکھوں میں بسر ہوں اور ان کی تعریف وتوصیف جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں، یقیناً روح کی سعادت اور دل کی طہارت اور انسانیت کا حاصل ہے۔[1]

❀❀❀

---

[1] اسوہ حسین رضی اللہ عنہ، صفحہ ۱۴، ناشر مکتبہ طارق اکیڈمی، فیصل آباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟

دار الخلد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ